Postal Reg.No.GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 44

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

15-محرم 1437 ہجری قمری 29-اخاء 1394 ہش 29-اکتوبر 2015ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہوگیا ہے کہ اکثر لوگ اِس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہوسکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب★۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الٰہی میں کمال کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر شیطان تسلّط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ۔ سو اُن کی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں علامتیں اور نمونے اُن میں پائے جاتے ہیں......... لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو اُن خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یا یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی اُن سے تحقیر کریں یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھاویں اور یا یہ دکھاویں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہوسکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کیلئے پیش نہیں کرتے۔ اور اُن کا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں ہیں اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام اُن کے جو اُن کے نزدیک سچے ہوگئے ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس مُلک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیجا تکبّر اور غرور پیدا ہوگیا ہے۔ اِس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب یا الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا ملہم ہے کافر ٹھہراتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کُفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور عجب تر یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہوگئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُس کے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اِس سے تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کے لئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُن کی نظر میں سلسلۂ نبوت اِس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں...... اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے آدمی اس مُلک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مُدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنے کیلئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قائم ہو بالخصوص جبکہ اِس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اِس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں یہ ایک خطرناک پتھر ہے اور خاص کر ایسے لوگوں کیلئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور دراصل خدا تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب اُن کی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اور اِس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اِس بات پر آمادہ کیا کہ میں اِس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کروں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 3 تا 7)

★ جس طرح جبکہ ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اُس کے گرد و غبار بھی اُٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑسکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور سے اُس پر نہیں پڑے گی۔ اور جیسے جیسے وہ گرد و غبار اور ابر کم ہوتا جائے گا روشنی بھی صاف ہوتی جائے گی۔ پس یہی فلاسفی وحی الٰہی کی ہے۔ مصفّا وحی وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور جن میں اور خدا میں کوئی روک نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ وہ الہام جس کے شامل حال نصرت الٰہی ہو اور اکرام اور اعزاز کی اُس میں صریح علامتیں پائی جائیں اور قبولیت کے آثار اُس میں نمودار ہوں وہ بغیر مقبولانِ الٰہی کے کسی کو نہیں ہوسکتا اور شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی جھوٹے مدعی کی تائید اور حمایت میں کوئی قدرت نمائی کا الہام اُس کو کرے اور اُس کو عزّت دینے کے لئے کوئی خارق عادت اور مصفّا غیب اُس پر ظاہر کرے تا اُس کے دعوے پر گواہ ہو۔ منہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان پر
اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 49

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا! آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اخبار منصف کی طرف سے کئے گئے اسی قسم کے اعتراضات کا جواب اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

گزشتہ قسط میں قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کس خداداد فہم و فراست اور مدبرانہ حکمت عملی سے احمدیوں کو بحفاظت ہجرت کروائی۔ اس قسط میں اس اعتراض کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی۔

معترض نے جو اعتراض پیش کیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے (نعوذ باللہ) سادھو کے بھیس میں ہجرت کی، تو یہ اعتراض دراصل جماعت اسلامی کے مشہور آرگن ''ہفت روزہ المنبر لائلپور'' کے حوالے سے کیا تھا کہ اس نے یہ خبر شائع کی تھی۔

جماعت اسلامی کا یہ مایۂ ناز آرگن دراصل اپنے آقا ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک نصیحت پر عمل پیرا ہے۔ مودودی صاحب نہایت معنی خیز حکمت عملی سے اپنے ماننے والوں کو ایسی پالیسی دے جاتے ہیں کہ اس کے ذریعہ بڑی آسانی سے ان کے متبعین سیاسی اور مذہبی قلابازی لگا جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر مودودی صاحب کے اس بیان کو ہی لیجیۓ جس میں وہ اپنے ماننے والوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

''پراپیگنڈا کے کارگر نسخوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس گروہ کو آپ زک پہنچانا چاہیں اسے پہلے ایک نام دیجیۓ اور تمام برائیاں جو اس کی طرف منسوب کرنا چاہتے ہوں ان سب کے معنی اس خاص نام میں پیدا کر دیجیۓ۔ پھر اس نام کا اتنا اشتہار کیجیۓ کہ جہاں وہ نام لیا گیا اور فوراً سننے والوں کے سامنے ان ساری برائیوں کی تصویر آجائے جو آپ نے اس نام کے ساتھ وابستہ کر دی ہیں۔ اس طرح لمبی چوڑی تقریروں اور تحریروں کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ان سب کی جگہ صرف ایک لفظ زبان سے نکال دینے سے کام چل جاتا ہے۔''

(روداد جماعت اسلامی ہند حصہ سوم، مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی اکتوبر 1966ء صفحہ 150)

یہ وہ پراپیگنڈے کا کارگر نسخہ ہے جو وہ اپنے معتقدین کو دے گئے ہیں، جس کو استعمال کر کے ان کے متبعین احمدیت کے خلاف زہر اُگلتے ہیں۔ یہی وہ ''کارگر نسخہ'' ہے جسے ''المنبر'' نے بھی اختیار کیا۔ مودودی صاحب نے تو ایک لفظ ایجاد کرنے کی بات کی تھی اور ان کے چیلوں نے پوری کتاب لکھ ماری۔ انہوں نے سوچا کہ ایک لفظ سے شاید ہم اپنا ''مافی ضمیر'' ادا نہ کر سکیں، ہمیں تو پورا دفتر چاہیۓ۔

اگر کہو کہ یہ بات تو مودودی صاحب نے ایک اعتراض کے جواب میں کہی تھی۔ اس سے ان کا ہرگز یہ منشا نہیں تھا کہ کسی گروہ کو زک پہنچانے کے لئے یہ ''کارگر نسخہ'' استعمال کیا جائے، تو ہمارا سوال ایسے تمام معترضین سے یہ ہے کہ اگر ان کا اس سے یہ منشا نہیں تھا تو پھر انہوں نے اپنے متبعین کو یہ کارگر نسخہ کیوں تھما دیا۔ انہیں تو واضح طور پر یہ کہنا چاہیۓ تھا کہ خواہ لوگ یہ نسخہ استعمال کریں لیکن تم ہرگز نہ کرنا۔ جبکہ ان کے پیروکار جماعت احمدیہ کے خلاف اسی نسخہ پر کاربند ہیں۔ ان کی تمام کوششیں تو جماعت کو زک پہنچانے میں ہی صرف ہوتی ہیں۔ اور اس کے لئے ہر ناجائز ہتھکنڈا استعمال کیا جاتا ہے۔

منیر انکوائیری رپورٹ بسلسلہ فسادات 1953 کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں ایسے اشتہارات بکثرت تقسیم کئے جاتے ہیں جو جماعت احمدیہ کے متعلق سرتاپا جھوٹے الزامات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان اشتہارات کی زبان نہایت اشتعال انگیز اور بازاری ہوتی ہے۔ شدید نفرت پھیلانے کی یہ غیر مہذبانہ مہم جو بالعموم دیوبندی، مودودی اور احراری علما کی طرف سے چلائی جاتی ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مذکورہ طائفہ ٔعلما کا سابقہ کردار بتاتا ہے کہ ہمیشہ انہوں نے اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے پر مسلمانوں کو باہمی نفرت اور فساد اور خونریزی کی تعلیم دی ہے۔ (منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 177 بحوالہ ''اسلام کے خلاف ہولناک سازشیں، ذمہ دار کون ہے'' مولفہ دوست محمد شاہد صفحہ 2)

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت ان جھوٹے الزامات اور اشتعال انگیزیوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''نفرت پھیلانے کی یہ مہم مختلف ٹریکٹوں اور چھوٹے کتابچوں کی صورت میں چلائی جارہی ہے۔ اُن میں جو اعتراضات درج ہیں ان میں سے ہر ایک کا محققانہ علمی جواب بارہا جماعت احمدیہ کی طرف سے دیا جا چکا ہے لیکن افسوس کہ عوام الناس لاعلمی کی بنا پر عموماً سُنی سنائی باتوں پر بغیر تحقیق کے اعتبار کر لیتے ہیں۔ نہ اُن کے پاس وقت ہوتا ہے نہ اس بات کی پرواہ کہ تحقیق کے جھنجھٹ میں پڑیں۔

بسا اوقات بڑے بڑے مضبوط فرقوں کے خلاف بھی شرانگیزی کی یکطرفہ مہم اثر دکھا جاتی ہے پھر ایک ایسی کمزور جماعت کے خلاف کیوں یہ پراپیگنڈا فضا کو زہر آلودہ نہ کر دے جس سے دفاع کا حق بھی بعض ملکوں (خصوصا پاکستان ۔ ناقل) نے چھین لیا ہے۔ اور پاکستان میں تو بیسیوں احمدی محض اس جُرم میں جیلوں میں ٹھونسے گئے کہ قرآن و حدیث پر مبنی دلائل کے ساتھ نہایت شریفانہ زبان میں انہوں نے شرانگیز پراپیگنڈا کا جواب دینے کی کوشش کی تھی۔ پس مسلسل بولا جانے والا یکطرفہ جھوٹ سُن سُن کر سادہ لوح عوام ہی نہیں بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی یہ باور کر لیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نعوذ باللہ ایک نہایت خوف ناک اسلام دشمن تحریک ہے جو عالم اسلام اور خاتمیت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک انتہائی سنگین خطرہ ہے۔ اسی بنا پر احمدیوں سے ہر قسم کا ظلم و تشدد اور سفاکی کا سلوک روا رکھنا عین خدمت اسلام سمجھا جاتا ہے اور ان کی بات سننا بھی گناہ کبیرہ قرار دیا جاتا ہے۔'' (ایضاً صفحہ 2-3)

''المنبر'' نے تو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر ایک نہایت جھوٹا اور بے بنیاد الزام آپ کی ہجرت کے حوالے سے لگایا اور اس کے اپنے آقا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا حال ملاحظہ ہو۔ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب بیان کرتے ہیں:

''خود ساختہ تحریکات کے سیاسی راہ نماؤں اور خدائی جماعتوں کے سربراہوں میں عملی قوتوں، عزائم اور دعاوی کے اعتبار سے کتنا واضح اور بین اور روشن فرق اور امتیاز ہوتا ہے۔ اس کی فیصلہ کُن مثال قادیان اور جمال پور آج بھی پیش کر رہا ہے۔

جمال پور ضلع گورداس پور کی تحصیل پٹھانکوٹ کی بستی ہے جہاں سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور ان کے رفقاء 15 رجون 1942ء سے لے کر 21 راگست 1947ء تک مقیم رہے۔ یہ مقام تقسیم ہند سے قبل ''جماعت اسلامی'' کا مرکز تھا۔ جماعت اسلامی اسے ''دارالسلام'' کی حیثیت دیتی تھی۔ جب ضلع گورداس پور کے اس علاقہ میں فسادات اُٹھ کھڑے ہوئے تو جناب مودودی صاحب نے دھڑلّے سے یہ اعلان کیا کہ:

'اگر کسی علاقے سے مسلمانوں کے قومی خروج یا اخراج کی نوبت آجائے تو اپنی جگہ چھوڑنے والوں میں ہم سب سے پہلے نہیں بلکہ سب سے آخری ہوں گے۔'' (ترجمان القرآن جلد 31 نمبر 4 صفحہ 261)

مگر فسادات کے شروع ہی میں جب لپور سرکاری کیمپ بنا دیا گیا تو مودودی صاحب اور ان کے رفقاء اپنا ''دارالسلام'' ہندوؤں اور سکھوں کے حوالہ کر کے 30 اگست 1947ء کو پاکستان میں آگئے۔

اس کے برعکس سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے اپنے وعدہ کو جس اولوالعزمی اور استقلال کے ساتھ پورا کر کے دکھا دیا وہ تاریخ مذاہب میں اپنی مثال آپ ہے۔ جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان جمال پور سے بڑھ کر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور باوجود عالمی مطالبہ کے اس کو سرکاری کیمپ بھی تجویز نہ کیا گیا۔ بایں ہمہ سیدنا المصلح الموعودؓ کے جانباز فدائی اور احمدی مجاہد فسادات 1947ء میں بھی اسلام کا پرچم تھامے ہوئے قادیان میں ڈٹے رہے اور آج بھی تبلیغ اسلام کے لئے سربکف ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ ان مقدس درویشوں کی دینی سرگرمیاں ملک میں ایک ایسا روحانی، اخلاقی اور علمی انقلاب برپا کردیں گی کہ ہندوستان پھر سے خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور حیات کی تجلیوں سے بقعۂ نور بن جائیگا اور ہندو قوم فوج درفوج آنحضورؐ کے غلاموں میں شامل ہونا شروع ہوجائے گیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اپنی کتاب ''التفہیمات الالٰہیہ'' میں پیشگوئی فرمائی ہے کہ

''اِنِ اتَّفَقَ غَلَبَةُ الْهُنُوْدِ مَثَلًا عَلٰى اِقْلِيْمِ هِنْدُوسْتَان غَلَبَةً مُسْتَقِرَّةً عَامَّةً وَجَبَ فِيْ حِكْمَةِ اللهِ اَنْ يُلْهِمَ رُؤُسَاءَهُمْ لِلتَّدَيُّنِ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ كَمَا اَلْهَمَ التُّرْكَ''

(جلد 1 صفحہ 203 مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور یو۔پی 1355ھ)

یعنی اگر کسی وقت ہندوستان پر ہندوؤں کا عام غلبہ واقتدار ہوگیا تو خدا کی حکمت میں یہ واجب ہوگا کہ وہ ہندوؤں کے لیڈروں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لئے ویسے ہی الہام فرمائے گا جس طرح اس نے ترکوں کو الہام کیا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بعد خود سیدنا المسیح الموعودؑ کو بھی ہندوؤں کے بکثرت مسلمان ہونے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

''مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔'' (اشتہار 12 رمارچ 1897ء تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 41)

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 83-84)

(جاری)

تنویر احمد ناصر

کلام الامام

''قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آب پاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہوجاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 401)

طالب دُعا: طالب دُعا : الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو
ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا

شرائط بیعت میں سے ایک شرط کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کی خلافت سے محض لِلّٰہ عقدِ اخوّت، طاعت درمعروف اور محبت اور اخلاص میں بے نظیر تعلق قائم کرنے کی تاکیدی نصیحت

معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جا رہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اُسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے

المیرا (ہالینڈ) میں مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر افراد جماعت کو کی گئی نصائح کے حوالہ سے اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی طرف خصوصی توجہ کی تاکید

ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تاکہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جا سکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے۔ اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اَور بھی خاص خاص پروگرام ہوتے ہیں

مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب مربی سلسلہ کی ایک حادثہ میں وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09/اکتوبر 2015ء بمطابق 9 اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت النور، نن سپیٹ، ہالینڈ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

یہاں احمدیوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو پیدائشی احمدی ہیں یا وہ لوگ جن کے گھر میں انتہائی بچپن میں احمدیت آئی اور ان کی پروان احمدی ماحول میں چڑھی اور ان میں سے بھی اکثریت پاکستانیوں کی ہے جن کو اس ملک میں اس لئے رہنے اور یہاں کا شہری بننے کی اجازت ملی کہ آپ نے یہاں آ کر اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں آپ کو آزادانہ طور پر اپنے مذہب کے مطابق، اسلامی تعلیمات کے مطابق اظہار اور عمل کی اجازت نہیں تھی یا نہیں ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جن پر براہ راست مقدمات بھی بنے ہوں۔ پس اس اکثریت کو یہاں رہنے کی اجازت یا یہاں کی حکومت کی شفقت اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ پس یہ احمدی ہونے کا اعلان آپ پر کچھ ذمہ داری ڈالتا ہے اور اس ذمہ داری سے وہ احمدی بھی باہر نہیں ہیں جو اپنی تعلیمی یا کسی اور قسم کی ماہرانہ صلاحیت کی وجہ سے اس ملک میں آئے اور یہاں آ کر اپنی تعلیمی صلاحیتوں اور مہارت کو مزید نکھارنے کے موقع ملے اور اپنے آپ کو جماعت احمدیہ سے منسوب بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح نومبائعین ہیں وہ جب بیعت کرتے ہیں اور جماعت میں اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی سچائی پر انہیں یقین ہے تو بیعت کے بعد ان پر بھی اس بیعت کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی اس وجہ سے اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کر دے گا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم نے پیدائشی احمدیوں کو یا پرانے احمدیوں کو جس طرح کرتے دیکھا اس طرح کیا۔

اس زمانے میں ہماری تربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن و سنت کے بارے میں تفسیروں، تشریحات کو، تحریرات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ ان کو دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہے اور یہ چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ پس کسی کے لئے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن پرانے احمدیوں کو مَیں یہ بھی کہوں گا کہ آپ کے نمونے دیکھ کر اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو آپ اس غلطی اور گناہ میں حصہ دار ضرور بنتے ہیں۔ پس پرانے احمدی جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ان کے باپ دادا احمدی ہوئے یا انہیں بچپن میں ہی احمدیت مل گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہاں آ کر انہیں بہتر حالات میسر آئے انہیں بھولنا نہیں چاہئے کہ وہ جماعت کے زیر احسان ہیں اور اس احسان کے شکرانے کے طور پر انہیں اپنی حالتوں میں غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اس احسان کے بارے میں بتاتے رہنا چاہئے اور یہ بھی کہ ان کی کیا ذمہ داری ہے اور یہ کہ آپ کے باپ دادا نے جماعت میں شامل ہو کر جو عہد بیعت کیا تھا اسے کس طرح ہم نے ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے نبھانے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ یہاں آ کر معاشی بہتری جو پیدا ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوتے ہوئے ہم نے اپنی نسلوں میں بھی اس تعلیم کو جاری رکھنا ہے۔ بچوں کو بتانا ہے کہ تمہیں اپنی تعلیمی

صلاحیتوں کو بہتر طور پر نکھارنے کے جو مواقع ملے ہیں اس پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہوئے ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا ہے۔ خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا ہے۔

اسی طرح ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھے اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نئے شامل ہونے والے، خاص طور پر وہ جنہوں نے پورے یقین کے ساتھ علی وجہ البصیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھ کر قبول کیا وہ اپنے عہد بیعت اور اس کی شرائط پر غور بھی کرتے رہتے ہیں۔ بہت سارے لوگ مجھے خطوط بھی لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن بہت سے وہ جو پیدائشی احمدی ہیں یا جن کے ماں باپ نے ان کے بچپن میں احمدیت کو قبول کیا اور جو یہاں آ کر دنیاوی معاملات میں زیادہ لگ گئے ہیں وہ نہ ہی عموماً شرائط بیعت پر غور کرتے ہیں، نہ بیعت کے عہد کو سمجھتے ہیں، نہ احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اب تو ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعت کی کارروائی بھی دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے اس طرف توجہ کر کے بیعت کی حقیقت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی طرح خلافت سے اپنے تعلق کو اس طرح جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو اس کا حق ہے۔ اس میں صرف ان ملکوں میں اسائلم لے کر آنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کے احمدی ہیں۔ میں نے اسائلم والوں کی مثال اس لئے دی ہے کہ اس وقت میرے سامنے اکثریت اسائلم والوں کی بیٹھی ہے اور آج ان کی بہتر حالت جماعت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ ایسے لوگ ہر جگہ اور ہر طبقے میں موجود ہیں۔

پس ہر ایک جب اپنا جائزہ لے گا تو خود بخود اسے پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ اس وقت مَیں اس جائزے کے لئے صرف ایک شرط بیعت سامنے رکھتا ہوں۔ اس کو صرف سرسری طور پر نہ دیکھیں بلکہ غور کریں اور پھر اپنا جائزہ لیں۔ اگر تو اس جائزے کا جواب اثبات میں ہے، ہاں میں ہے تو وہ خوش قسمت ہیں اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہیں۔ اگر کمزوری ہے تو اصلاح کی کوشش کریں۔

بیعت کی دسویں شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو‘‘۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پس یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیں آپ علیہ السلام سے بے غرض اور بے انتہا محبت اور تعلق قائم کرنے کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔ آپ ہم سے عہد لے رہے ہیں۔ کیا عہد لے رہے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت، تعلق اور بھائی چارے کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ یہ عہد لے رہے ہیں کہ یہ اقرار کرو کہ آپ کے ہر معروف فیصلے کو مانوں گا۔ یعنی ہر وہ بات جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا ہے۔ ہر وہ بات جس کی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں آپ ہمیں ہدایت فرمائیں گے۔ اور پھر صرف اس کا ماننا ہی نہیں ہے، اس کی کامل اطاعت ہی نہیں ہے بلکہ مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا اور عمل کروں گا۔ اور یہ عہد بھی کہ جو تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوگا اس کا معیار ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ جس کی مثال دنیوی رشتوں اور تعلقوں میں نہ ملتی ہوگی۔ نہ ہی اس تعلق کی مثال اس حالت میں ملتی ہوگی جب انسان کسی سے وفا کی وجہ سے خالص ہو کر تعلق رکھتا ہے۔ نہ اس کی مثال اس صورت میں ملے جب انسان کسی کے زیر احسان ہو کر اپنے آپ کو اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ پس اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اعلیٰ معیار کی محبت اگر کسی سے ہوسکتی ہے تو وہ آپ کے غلام صادق سے ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد آپ سے تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ ان باتوں کی روشنی میں ہر ایک اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں؟ یا جب دنیاوی معاملات ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی منفعتیں ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی فوائد ہمارے سامنے ہوں تو ہم یہ باتیں بھول جاتے ہیں، دنیاوی تعلقات اور دنیاوی اغراض اس محبت کے تعلق اور اطاعت پر حاوی ہو جاتے ہیں؟ انسان کسی بھی کام کو یا تو اپنے فائدے اور مفاد کے لئے کرتا ہے یا اگر مرضی کا کام نہیں ہے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ خوف کی وجہ سے بھی کرتا ہے کہ مجبوری ہے۔ نہ کیا تو پوچھا بھی جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ سزا بھی مل جائے۔ یا محبت اور اخلاص اور وفا کے جذبے کے تحت کرتا ہے۔ اگر دین کا صحیح فہم وادراک ہو تو دین کے کام انسان محبت اور اخلاص و وفا کے جذبے کے تحت ہی کرے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے یہ توقع رکھی ہے کہ آپ کی بیعت میں آ کر اس جذبے کو بڑھائیں۔ جب تک یہ اطاعت اور خلوص کا جذبہ اور اخلاص کا تعلق اگر پیدا نہیں ہوگا تو جو نصائح کی جاتی ہیں ان کا بھی اثر نہیں ہوگا۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی نہیں ہوگی۔ پس اگر نصائح پر عمل کرنا ہے، آپ کی باتوں کو ماننا ہے، اپنے عہد بیعت کو نبھانا ہے تو اپنے اطاعت اور اخلاص اور وفا کے معیاروں کو بھی بڑھانا ضروری ہے۔ کیا کوئی احمدی کبھی یہ تصور کرسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی بات قرآن و سنّت کے منافی کی ہوگی؟ یقیناً نہیں۔ پس جب نہیں تو پھر ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جا رہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ باتوں کا ہمیں پتا ہی نہیں کہ کیا ہیں اور کس کو ماننا جاتا ہے تو ماننی کیا ہیں۔ پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں۔ اس وقت ان میں سے چند ایک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ صرف لفّاظی پر نہ رہیں‘‘۔ ظاہر پر نہ رہیں، صرف باتیں ہی نہ ہوں۔ ’’بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو‘‘۔ سچا منشاء کیا ہے؟ فرمایا: ’’اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں‘‘۔ آپ نے فرمایا کہ ’’ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے‘‘۔

پس صرف اعتقادی طور پر اپنے آپ کو درست کر لینا، بیعت کر لینا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مان لینا، مسائل اور بحث میں دوسروں کے منہ بند کر دینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر عملی تبدیلی نہیں ہے، عملی حالتیں اگر بہتر نہیں ہو رہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ’’اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ کوشش کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے عمل سے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا (العنکبوت:70)۔ میں شامل ہو جاؤ۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 188)

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کو کیا ہوتا ہے لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) کہ ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

اس کی ایک جگہ مزید وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ’’بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے۔ جو سستی کر رہا ہے وہ مستفیض نہیں ہوسکتا‘‘۔ فرمایا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ سستی کرنے والا خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے ’’جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈتا ہے‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 566 حاشیہ نمبر 11)

پس جب آپ ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ میری مانو اور میرے پیچھے چلو اور مجھ سے اطاعت کا تعلق رکھو تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھنے کی راہیں ہمیں دکھائیں، ہمیں بتائیں کہ تم کس طرح اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہمیں حصہ لینے والا بنائیں۔ اپنی نمازوں کو وقت پر اور صحیح رنگ میں ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کی طرف بھی توجہ دیں۔ گویا کہ آپ سے تعلق اور اطاعت کا رشتہ ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھا رہا ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ یہ نصیحت فرمائی کہ تم دو باتوں کا خیال رکھو۔ پہلی بات یہ کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسری بات یہ کہ اس کی یعنی اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 323۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تبلیغ کرو۔ یہ پیغام پہنچاؤ۔ جب ہمارا اپنا علم کمزور ہوگا، جب ہماری اپنی عملی حالتیں قابل فکر ہوں گی تو ہم سچے مسلمان کا کیا نمونہ بنیں گے؟ ہم اسلام کے پیغام اور اس کے کمالات کو دنیا کو کیا بتائیں گے اور پھیلائیں گے؟

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ’’ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) ہمارا سب سے بڑا غم یہ ہونا چاہئے۔ پس اس کے لئے کسی لمبی چوڑی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ دنیا کا غم اسے زیادہ ہے یا دین کی بہتری کا غم اور یہ غم نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ہے یا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف توجہ ہے یا نہیں ہے۔ یا جب دنیاوی معاملات ہوں تو خدا تعالیٰ کی رضا پیچھے چلی جاتی ہے۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی ناجائز غضب اور غصے سے بچنا تقویٰ کی ایک شاخ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 36۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آ جاتے ہیں انہیں خود ہی اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ بھی تقویٰ سے دور ہو رہے ہیں۔

یہ چند ایک نصائح میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمائی ہیں۔ یہی باتیں ہیں جب ہم غور کریں تو ہمیں آپ علیہ السلام سے تعلق اور محبت میں یہ چیزیں بڑھاتی ہیں۔ کس طرح اور کس درد کے ساتھ آپ کو ہماری دنیا و عاقبت کی فکر ہے۔ ایک باپ سے زیادہ آپ ہمارے لئے فکرمند ہیں۔ ایک ماں سے زیادہ آپ ہمارے لئے بے چین ہیں۔ بار بار ہمیں نصیحت فرماتے ہیں اس لئے کہ کسی طرح ہمیں غلط راستوں سے نکال کر خدا تعالیٰ کی رضا کے راستوں پر ڈال دیں۔ اس فکر اور پیار کے اظہار کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ ہر احمدی کہلانے والا بھی آپ سے تعلق و اطاعت کے اعلیٰ معیار نہ قائم کرے تاکہ اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بھی ہر احمدی عہد بیعت باندھتا ہے۔پس اس عہد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے خلافت کی طرف سے جو ہدایات آتی ہیں، جو نصائح کی جاتی ہیں، جو پروگرام دیئے جاتے ہیں ان پر عمل کر کے ہی اس عہد کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

بیعت کے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ ان شرائط کی پابندی کرے گا جو بیعت کی شرائط ہیں اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرے گا اور جیسا کہ مَیں نے کہا خلیفۂ وقت کا کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام اور آپ کی نصائح کو آگے پھیلانا ہے۔اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے پہ پھیلانا ہے۔پس جب ہر احمدی اس سوچ کے مطابق اپنے آپ کو بنائے گا تب ہی حقیقی اطاعت کے معیار قائم ہوں گے۔تب ہی جماعت کی اِکائی قائم ہوگی۔تب ہی تبلیغ کے میدان کھلیں گے۔اگر ہر ایک یہ کہہ کر کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوّت اور عقیدت ہے اور میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں اپنے اپنے راستے متعین کرنے لگ جائے تو کبھی ترقی نہیں ہوسکتی۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ اس میں نظام خلافت قائم ہے اور جو تعلق ہر احمدی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وجہ سے ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں تو اس تعلق کو آگے خلافت کے لئے بھی رکھنا ضروری ہے۔

پرسوں المیرے (Almere) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔وہاں جو مَیں نے مختصراً مسجد کے حوالے سے باتیں کیں۔اسلام کی تعلیم، مسجد کی اہمیت اور احمدیوں کی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا تو اس پر ایک لوکل مہمان عورت نے اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفہ کی باتیں تو بڑی اچھی ہیں لیکن اب دیکھتے ہیں کہ یہاں رہنے والے احمدی ان پر کس حد تک عمل کرتے ہیں اور امن اور پیار اور محبت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔پس لوگوں کی بھی آپ پر نظر ہے۔اس لئے اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔لوگ خلافت کے حوالے سے زیادہ نظر رکھیں گے۔اس لئے صرف عہد بیعت کافی نہیں ہے۔اپنی اصلاح کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی عمل کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ اور ہر سطح پر اپنی اِکائی کو قائم رکھنے اور ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کے لئے خلافت کی اطاعت کی بھی ضرورت ہے۔

اس زمانے میں احمدی خوش قسمت ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے جدید سہولتیں اور ایجادات پیدا فرمائیں وہاں احمدیوں کو بھی ان سے نوازا۔دین کی اشاعت کے لئے جماعت کو بھی یہ سہولت مہیا فرمائی۔ٹی وی، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام آج موجود ہے جس پر ہم جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔مختلف بڑی زبانوں میں ان کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں وہاں خلیفۂ وقت کے نصائح اور خطابات بھی وہاں سن پڑھ سکتے ہیں جو قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔اور انہی پر بنیاد ہے اس کی جو دنیا میں آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔جس نے جماعت کو اِکائی بننے کا ایک نیا انداز دیا ہے۔پس آپ میں سے ہر ایک کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تاکہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔اگر بیوی سنتی ہے اور خاوند نہیں تو تب بھی فائدہ نہیں اگر باپ سنتا ہے اور ماں اور بچے نہیں سن رہے تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ انتظام جو اللہ تعالیٰ نے ایک اکائی بننے کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کے لئے ایک وقت میں دنیا کے ہر کونے میں خلیفۂ وقت کی آواز پہنچ جاتی ہے اس کا حصہ بننے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔پس اس طرف توجہ کریں۔اگر یہ پتا نہیں کہ کیا کہا جارہا ہے تو اطاعت کس طرح ہوگی۔باتیں سنیں گے تو اطاعت کے قابل ہوں گے۔پس ان باتوں کی تلاش کریں جن کی اطاعت کرنی ہے ورنہ تو یہ صرف دعویٰ ہے اور صرف ظاہری اعلان ہے کہ آپ جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا یا عورت ہے تو ضروری سمجھوں گی۔یا اجتماعوں پر کھڑے ہو کر یا بیعت کے وقت یہ اعلان کر دیں کہ خلافت احمدیہ کے استحکام کی ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر گھر اس طرف توجہ دینے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے جو سہولت مہیا فرمائی ہے ہم اس سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔اور صرف تربیت ہی نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم کو پھیلانے میں بھی یہ (MTA) بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جاسکتی ہے۔انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے۔اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اَور بھی خاص خاص پروگرام ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ جہاں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص تعلق جوڑنے والے ہوں وہاں آپ کے بعد جاری نظام خلافت سے بھی پختہ تعلق ہو اور اطاعت کے نمونے دکھانے والے ہوں اور یہی تعلق اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گزارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بناتی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 49 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 7330 عالم الکتب بیروت مطبوعہ 1998ء)

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے مربی سلسلہ مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب کا ہے۔آپ 2/اکتوبر کو ایک حادثے میں 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 2/اکتوبر کو یہ صبح اکیلے اپنے آبائی گاؤں چک پنیار اپنے چچا کو ملنے کار پر جارہے تھے۔بھلوال کے نزدیک ریلوے پھاٹک پر کراس کرتے ہوئے انہوں نے شاید دیکھا نہیں، ٹرین آئی اور ٹرین کی زد میں آ گئے۔کار گھسیٹتی چلی گئی۔ بہر حال ظاہری طور پر تو ان کو چوٹیں نہیں تھیں۔پولیس بھی پہنچ گئی۔پولیس نے ایمبولینس منگوائی یا گاڑی منگوائی اس میں بٹھا کر ہسپتال پہنچایا لیکن ہسپتال جا کر جانبر نہ ہو سکے۔حافظ محمد اقبال صاحب کے دادا کا نام چوہدری فضل احمد صاحب تھا۔آپ کے پڑدادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جن کا نام چوہدری اللہ بخش صاحب تھا۔ 1901ء میں ان کے پڑدادا نے بیعت کی تھی۔ان کے پڑدادا کا نام پہلے رسول بخش تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدل کے اللہ بخش رکھ دیا تھا۔ان کے والد چوہدری محمد ظفر اللہ وڑائچ صاحب بھی ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کر کے بڑا لمبا عرصہ ربوہ میں مختلف دفاتر میں کام کرتے رہے۔حافظ صاحب، مربی صاحب کی ابتدائی تعلیم ربوہ کی ہے۔اس کے بعد آپ نے حفظ کیا۔سکول کی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔اس کے علاوہ انہوں نے عربی فاضل اور اردو فاضل بھی کیا۔مختلف جگہوں پر پاکستان میں تعینات رہے۔اس وقت بطور سیکرٹری کفالت یکصد یتامیٰ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ان کے پانچ بچے ہیں۔تین بیٹیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔دو بچے ابھی چھوٹے ہیں۔سترہ سال اور دس سال۔ان کے بھائی مکرم طاہر مہدی امتیاز صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں اور اس وقت ضیاء الاسلام پریس ربوہ کے مینیجر ہیں لیکن الفضل پر جو پابندیاں لگی ہیں تو ان پر بھی مقدمہ قائم ہوا اور کافی مہینوں سے یہ جیل میں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے کیونکہ عدالتیں ہی بڑی بزدل ہیں۔جج نے پہلے ضمانت دی اور پھر مولویوں کے ڈر سے کینسل کر دی۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور معصوموں کو، احمدیوں کو جو اندر بند کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

سعد اللہ پور کے ایک صدر جماعت محبوب احمد راجیکی صاحب ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ 2003ء میں سعد اللہ پور میں جب جماعتی حالات بہت خراب ہوئے تو یہاں حافظ اقبال صاحب کی مربی کے طور پر پوسٹنگ ہوئی۔انہوں نے غیر احمدی مخالفین سے تعلقات بڑھائے اور اس کی وجہ سے نہ صرف مخالفین مخالفت سے باز آئے بلکہ ایک بہت بڑے مخالف نے جو سرکردہ تھا احمدیت کی مخالفت پر معافی بھی مانگی۔تو اس لحاظ سے بھی بڑے تعلق رکھنے والے اور اپنے تعلقات کو بڑھانے والے تھے۔یہ اور بات ہے کہ پاکستان میں خوف کی وجہ سے، مُلّاں کے خوف کی وجہ سے، معاشرے کے خوف کی وجہ سے بہت بڑا طبقہ باوجود اس کے کہ احمدیت کو پسند کرتا ہے یا کم از کم اس کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہے اس کو غلط سمجھتا ہے لیکن کھل کر کہہ نہیں سکتا۔بہر حال اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے علاقے میں ایسے سامان پیدا فرماتا رہتا ہے کہ جہاں لوگ کھل کر بھی بات کر جاتے ہیں۔اس وقت جہاں کام کر رہے تھے، جس دفتر میں خدمت سرانجام دے رہے تھے وہاں کے ایک کارکن مجید صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ حافظ صاحب جہاں جہاں بطور مربی سلسلہ رہے وہاں کے افراد سے وفات تک رابطے میں رہے۔لوگ ان سے ملتے آتے رہے اور مشورے لیتے تھے۔ان کی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ان کی یہ بھی بڑی خوبی تھی بڑی کوشش یہ ہوتی تھی کہ مرکز کا پیسہ صحیح جگہ خرچ ہو اور بیوگان کے مکان بنانے کے لئے حتی الوسع جو کوشش ہو سکتی تھی کرتے تھے اور یہ بھی کوشش کہ کم پیسوں میں مکان بن جائیں۔پھر بعض دفعہ جب تعمیر ہو رہی ہوتی تھی اور یہ وہاں پہنچے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ خود جا کر کام کرنے والوں کے ساتھ لگ جاتے تھے۔

لندن کے ہمارے رشین ڈیسک کے خالد صاحب کہتے ہیں کہ یہ ان کے کلاس فیلو تھے اور بڑے مہمان نواز اور مخلص تھے۔کہتے ہیں ایک خاص بات جو میرے تجربے میں آئی وہ یہ کہ تبلیغ کا ان کو بہت شوق تھا اور ایک لگن تھی۔وہ غالباً جب صادق آباد یا سعد اللہ پور میں متعین تھے تو وہاں ایک رشین کمپنی کسی پراجیکٹ پر کام کر رہی تھی۔باوجود اس کے کہ رشین زبان سے نا آشنا تھے پھر بھی آپ ان کو تبلیغ کرتے تھے اور خالد صاحب نے کیونکہ رشیا میں رہ کر زبان سیکھی ہوئی ہے اس لئے جب یہ پاکستان گئے تو ان کے پیچھے پڑ کے آپ نے کچھ الفاظ سیکھے۔پھر خود ہی انہوں نے رشین زبان کے کچھ الفاظ اردو رسم الخط میں اس لئے لکھے ہوئے تھے کہ تبلیغ کر سکیں۔تو یہ ان کا تبلیغ کا جوش تھا۔اللہ تعالیٰ سب مربیان کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ جیسے بھی ماحول ہوں اور حالات ہوں تبلیغ کے نئے نئے رستے تلاش کرنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ مرحوم حافظ صاحب سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ان کے درجات بلند فرمائے۔ان کے بیوی بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں اپنانے کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ایوّب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے۔جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔ (مسلم کتاب البرّ والصلۃ والاداب باب صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھا)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرتؐ کی غلامی میں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں دین کی اصل کو، اس کی بنیاد کو، اس کی حقیقی تعلیم کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے

ہر شخص جسے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اس کا اس بات کو چھپا کر رکھنا اور دوسرے کو نہ بتانا یہ ایک قومی خیانت ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18/ستمبر 2015ء بطرز سوال وجواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی کیا غرض بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں دین کی اصل کو، اس کی بنیاد کو، اس کی حقیقی تعلیم کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور بدعات اور غلط روایات کو دُور کرنے کی نصیحت فرمائی۔ پس اس زمانے میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوۂ حسنہ کا حقیقی نمونہ ہیں اور اس لحاظ سے ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ بھی مشعل راہ ہے۔

سوال سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بہت سے صحابہ موجود تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو ان دنوں میں توجہ بھی دلائی، نصیحت بھی کی یا ان کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ یہ روایات جمع کریں کیونکہ یہی چیزیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نصیحت اور حقیقی تعلیم اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہوں گی۔ .... فرماتے ہیں کہ ہر شخص جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اس کا اس بات کو چھپا کر رکھنا اور دوسرے کو نہ بتانا یہ ایک قومی خیانت ہے۔

سوال ہندوستان میں ہندو تمدن نے مسلمانوں پر کیا اثر ڈالا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک زمانہ اسلام پر ایسا آیا ہے جب ہندوستان میں ہندو تمدن نے مسلمانوں پر اثر ڈالا اور اس اثر کی وجہ سے وہ اس خیال میں مبتلا ہو گئے کہ نیک لوگ وہ ہوتے ہیں جو گندی چیزیں کھائیں۔ (جو اچھی چیز نہ کھائیں، جو اعلیٰ قسم کی غذا نہ کھائیں، نیکی کا معیار یہ ہے۔ کیونکہ یہی فقیروں اور جوگیوں کا شیوہ ہے۔) اور جب بھی وہ کسی کو عمدہ کھانا کھاتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ کس طرح کہلا سکتا ہے۔ (یعنی کہ تصور ہی نہیں کہ کوئی بزرگ کہلائے اور پھر اچھا کھانا بھی کھا سکے۔)

سوال حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ہندو ڈپٹی کے اعتراض کہ ''کیا بادام روغن اور پلاؤ کھانا جائز ہے'' کا کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں یہ چیزیں کھانی جائز ہیں۔ (ہمیں تو کوئی روک نہیں۔) وہ پنجابی میں کہنے لگا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ فقراں نوں بھی کھانی جائز اے۔ یعنی فقرے جو ہیں، فقیر لوگ جو ہیں، اللہ کی طرف لَو لگانے والے لوگ ہیں ان کے لئے بھی کھانی جائز ہے؟ جو بزرگ ہوتے ہیں کیا ان کے لئے بھی یا جن کو بزرگ کہا جاتا ہے ان کے لئے بھی کھانی جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں تو فقیروں کے لئے ان سب کے لئے جائز ہے جو بھی بزرگ کہلانے والے ہیں۔ کہنے لگا اچھا جی۔ اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی اصلاح کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ اُن سے کیا سوال کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی طبیعت میں بہت سادگی تھی، (بہت ساری باتوں کا ان کو خیال نہیں رہتا تھا) اور کام کی کثرت بھی رہتی تھی۔ اس لئے بعض دفعہ جمعہ کے دن آپ کپڑے بدلنا اور غسل کرنا بھول جاتے تھے اور انہی کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے جمعہ پڑھنے چلے جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ایک دن جبکہ میں بخاری پڑھنے کے لئے آپ کی طرف جا رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھ لیا اور فرمایا کہاں جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سوال میری طرف سے بھی مولوی صاحب سے کر دینا اور پوچھنا کہ کہیں بخاری میں یہ بھی آیا ہے کہ جمعہ کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے تھے۔

سوال ایک صحابی کی روایت کہ ''جب میں چھوٹا تھا تو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کافی دیر آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ پھر آپ اپنا ہاتھ چھوڑا کر کسی اور کام میں مشغول ہو گئے'' کا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا نتیجہ اخذ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر بعد میں انہی چھوٹے چھوٹے واقعات سے بڑے بڑے اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ مثلاً یہی واقعہ لے لو۔ اس سے ایک بات یہ ثابت ہو گی کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں لانا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لوگ اپنے بچوں کو بھی آپ کی مجالس میں لاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ بچوں کو بزرگوں کی مجالس میں لانے کا کیا فائدہ ہے۔ ان مجالس میں صرف بڑوں کو شامل ہونا چاہئے۔ ...... اسی طرح اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی کام ہو تو اپنا ہاتھ چھڑا کر کام میں مشغول ہو جانا چاہئے کیونکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جب اس بچے نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دیر تک پکڑے رکھا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ کر الگ کر لیا۔ آج یہ بات معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن ممکن ہے کسی زمانے میں لوگ سمجھنے لگ جائیں کہ بزرگ وہ ہوتا ہے جس کا ہاتھ اگر کوئی پکڑے تو پھر وہ چھڑائے نہیں بلکہ جب تک دوسرا اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لئے رکھے وہ خاموش کھڑا رہے۔

سوال بعض لوگ باوجود واضح مسئلے کے اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: چنانچہ ایک پٹھان کا قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے قدوری میں یہ پڑھا (یہ واقعات کی ایک کتاب ہے) کہ حرکت صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (یہ جو اس قسم کی حرکتیں ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹی حرکت بھی ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے) اس کے بعد وہ حدیث پڑھنے لگا۔ (یہ واقعہ پڑھنے کے بعد پھر اس نے حدیث پڑھی اور اس میں یہ حدیث آ گئی) کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جب نماز پڑھی تو اپنے ایک بچے کو اٹھا لیا۔ جب رکوع اور سجدہ میں جاتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔ وہ یہ حدیث پڑھتے ہی کہنے لگا۔ اس طرح تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ٹوٹ گئی۔ کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک شریعت بنانے والا کنز (مراد کنز العمال) یا قدوری کا مصنف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ تو ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں کہ باوجود واضح مسئلے کے اسے ماننے سے انکار کر دیں مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے روایات کے محفوظ رکھنے کے کیا فوائد بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اگر آئندہ کسی زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کہیں (مثلاً ایک اور چھوٹی سی بات ہے) کہ ننگے سر رہنا چاہئے تو ان کے خیالات کا ازالہ ہو سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں۔ ...... مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ قریب کے مامور کی باتیں شارع نبی کی باتوں کی مصدّق سمجھی جاتی ہیں۔ آجکل یہ کہا جاتا ہے کہ جن فقہ کی باتوں پر امام ابوحنیفہ نے عمل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے سچا قرار دیا ہے انہی کو لوگ سچی حدیثیں سمجھیں گے اور جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضعی قرار دیا ہے ان حدیثوں کو لوگ بھی جھوٹا سمجھیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ باتیں بھی ایسی ہی اہم ہیں جیسی حدیثیں کیونکہ یہ باتیں حدیثوں کا صدق یا کذب معلوم کرنے کا ایک معیار ہوں گی۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطنت برطانیہ کے زوال کے متعلق کیا الہام ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ''سلطنت برطانیہ تا ہشت سال۔ بعد ازاں ایّام ضعف واختلال''۔

سوال حضور انور نے حضرت امام بخاری کی دنیا میں اتنی عزت کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: امام بخاری کی آج دنیا میں کتنی بڑی عزت ہے مگر یہ عزت اس لئے ہے کہ انہوں نے دوسروں سے روایات جمع کی ہیں۔ .... قدرتی طور پر ایسے مواقع پر از خود دعا کے لئے جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں کل ہی کلید قرآن سے ایک حوالہ نکالنے لگا۔ (آیت نکالنی تھی) تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ آیت دیر سے ملے گی۔ مگر اس کلید قرآن سے مجھے فوراً آیت مل گئی۔ کہتے ہیں جس پر میں نے دیکھا کہ لاشعوری طور پر میں دو تین منٹ نہایت خلوص سے اس کے مرتب کرنے والے کے لئے دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے مدارج بلند کرے کہ اس کی محنت کی وجہ سے آج مجھے یہ آیت اتنی جلدی مل گئی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان کے مسلمانوں کو نماز کی طرف توجہ دلانے کے لئے کیا انتظام فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدا سے ہی اسلام کی ترقی کی ایک تڑپ تھی اور چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی عملی حالت درست کریں۔ اس لئے آپ نے قادیان کے رہنے والے جو مسلمان تھے ان کے لئے ایک انتظام فرمایا کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھا کریں۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کے قیام سے پہلے یہاں کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ نماز کی طرف توجہ نہیں کرتے خود آدمی بھیج بھیج کر ان کو مسجد میں بلوانا شروع کیا۔ تو لوگوں نے یہ عذر کرنا شروع کر دیا کہ نمازیں پڑھنا امراء کا کام ہے۔ ہم غریب لوگ کمائیں یا نمازیں پڑھیں۔ کہتے ہیں کہ اگر نہ کریں گے تو بھوکے رہیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام کیا کہ ٹھیک ہے تم نماز پڑھنے آیا کرو ایک وقت کا کھانا تمہیں مل جایا کرے گا۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد چند دن کھانے کی خاطر پچیس تیس آدمی مسجد میں نماز کے لئے آ جایا کرتے تھے مگر آخر میں سست ہو گئے اور صرف مغرب کے وقت جس وقت کھانا تقسیم ہوتا تھا، اس وقت آ جاتے تھے۔ آخر پھر یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔

سوال حضور انور نے نمازوں کی ادائیگی کے متعلق احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تڑپ تھی کہ اپنے دعویٰ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ نمازوں کی طرف آؤ۔ باجماعت نمازیں پڑھو۔ مسجدیں آباد کرو۔ مسجدیں تو اب ہماری اللہ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ بن رہی ہیں لیکن ان کی آبادی کی طرف جس طرح توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔ بعض جگہ سے شکایات آتی ہیں۔ بلکہ ربوہ میں، قادیان میں، پاکستان کی مختلف مساجد میں وہاں کے رہنے والے جو احمدی ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں جو احمدی ہیں اپنی مساجد کو آباد کرنے کی کوشش کریں۔

......☆......☆......☆......

کلام الامام

''تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے رُوحانی موت ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 437)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین۔ صدر وامیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ہالینڈ (یورپ) اکتوبر 2015ء

● شدت پسند گروہوں کے عمل کو اسلام کے ساتھ منسلک کرنا ناانصافی ہے۔ اگر حقیقی اسلام کے بارہ میں جاننا ہے تو احمدیوں سے سیکھیں اور قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم کا یہاں کی ڈچ زبان میں ترجمہ موجود ہے ● یہ کہنا کہ جو اسلام کو چھوڑتا ہے اسکو قتل کر دو، بالکل غلط ہے اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے ● آؤ مل کر ہاتھ ملا کر دنیا میں امن کیلئے کام کریں اور یہ دنیا کی اس وقت فوری ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا میں کئی سالوں سے دنیا کو وارننگ دے چکا ہوں کہ ہم بڑی تیزی سے عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اب ہم بالکل نزدیک پہنچ چکے ہیں۔

(نیشنل اخبار''REFORMATORISCH DAGBLAD'' کا حضور انور سے انٹرویو)

۞ ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا کے زخموں کو مندمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو بنی نوع انسان کو متحد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کی نفرت اور بغض وعناد کو پیار اور محبت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن کے قیام کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں ۞ بطور ایک مذہبی رہنما میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ دنیا کے حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی طرف مرکوز کرنی چاہئے ۞ ہمیں تمام قوموں سے مخلص ہونا ہوگا اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کرنا ہوگی تا کہ ہر ایک ملک ترقی کر سکے اور اپنی صلاحیت جان سکے۔ جو دشمنیاں اور عناد ہم دیکھ رہے ہیں یہ دولت کی اندھی حوس کے باعث ہے۔

(ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

۞ اگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے نتیجہ میں مسلمان دنیا کی طرف سے شدید ردِعمل کا اظہار ہو رہا ہے تو پھر آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہم ان باتوں پر زور کیوں دے رہے ہیں جن سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ پس میرے نزدیک انسانی اقدار کی سب سے زیادہ اہمیت ہے ۞ اگر آپ روس پر پابندیاں لگا سکتے ہیں اور ان کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں تو پھر داعش کی حکومت کو کیوں نہیں روکا جا سکتا؟ وہ لوگ کہاں سے فنڈ حاصل کر رہے ہیں؟ اور اپنا اسلحہ کہاں سے لے رہے ہیں؟ یہ تو آپ سیاست دانوں کا کام ہے کہ اس کو کیسے روکا جائے ۞ اب یہ جنگ ان ممالک کی سرحدوں سے باہر نکل رہی ہے اور مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔ اگر روس اور امریکہ کے بیچ براہ راست حملہ ہوتا ہے یا NATO کا کوئی اور ملک اس میں شامل ہوتا ہے تو دنیا عظیم تباہی کی طرف چلی جائے گی

(نیشنل پارلیمنٹ ہالینڈ میں خطاب کے بعد ممبران پارلیمنٹ کے سوالات کے جوابات)

● پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر حضور انور کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔

﴿ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع Dr. W F VAN EEKELEN﴾

● دنیا میں امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضور انور کا پارلیمنٹ میں دیا جانے والا پیغام تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جائے۔

﴿نازلی تیونسی اور رجنی گوری گلوبل ہیومن رائٹس ڈیفنس کی دو ممبر خواتین﴾

● میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ حقیقتاً امن کے پیامبر ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان عالمی سطح پر امن قائم کرنے کی جستجو میں آپ کے شریک ہو جائیں۔

﴿SANCTUARY PRAISE انٹرنیشنل چرچ جنیوا کے بشپ Dr. AMEN HOWARD﴾

● مجھے حضور انور کے خطاب نے بہت متاثر کیا ہے۔ حضور انور نے ایک مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجھوڑا ہے۔ حضور انور کے خطاب میں صرف سچائی ہی سچائی تھی۔ کوئی بھی مصلحت نہیں تھی۔ امن، انصاف، برداشت، انسانیت، محبت اور بھائی چارہ سے متعلق حضور انور نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے

﴿سویڈن سے ممبر پارلیمنٹ MR BENGT ELIASSON﴾

● میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ ایسے عظیم الشان طریق پر اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے نہایت اعلیٰ پیرایہ اور بہت ہی دلکش انداز میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑے تحمل اور اعتماد کے ساتھ بہت ہی موثر اور پُر معارف جوابات دیئے ہیں

(البانیا سے مشیر اعلیٰ میئر ترانہ وسابق صدر کلٹ کمیٹی مسٹر ILIR HOHOLLI)

﴿حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب اور ممبران پارلیمنٹ کے سوالات کے جوابات سننے کے بعد مہمانوں کے تاثرات﴾

رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی 6/اکتوبر 2015 کی مصروفیات

مورخہ 6/اکتوبر 2015 (بروز منگل)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چھ بجکر 45 منٹ پر بیت النور تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

نیشنل اخبار ''REFORMATORISCH DAGBLAD'' کا حضور انور سے انٹرویو

نیشنل اخبار'' REFORMATORISCH DAGBLAD'' کے جرنلسٹ Jacob Hoekman حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ اس اخبار کی اشاعت پچاس ہزار ہے اور انٹرنیٹ پر پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اس کے علاوہ اس انٹرویو کے ذریعہ نیشنل نیوز ایجنسی بھی اپنی خبر شائع کرے گی۔

☆ جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ پوری مسلمان اُمّہ کے لیڈر بنیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کو بُھلا دیں گے۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کیلئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا اور آنے والا مسیح اسلام کو ریفارم کرے گا اور لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی سچی تعلیمات پھیلائے گا اور وہ غلط عقائد جو مذہب سے دوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں ان کی اصلاح فرمائے گا۔

ہمارا ایمان ہے کہ یہ آنے والا مسیح اور مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہے اور میں آپؑ کا پانچواں خلیفہ ہوں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو خدا سے ملائیں اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے رب کو پہچانے اور لوگوں کو یہ بتائیں کہ بنی نوع انسان کے حقوق کیا ہیں تا کہ ہر کوئی دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اس مقصد کیلئے ہم مشنری ورک کر رہے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں۔ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات پہنچاتے ہیں اور دنیا کو اتحاد اور وحدت کی لڑی میں پرو رہے ہیں تا کہ دنیا ایک ہاتھ پر جمع ہو اور دنیا میں اتحاد پیدا ہو۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ دوسرے مسلمان آپ کی اور آپ کی جماعت کی مخالفت کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اور اسبارہ میں آپ کا ردّ عمل کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والا مسیح اور مہدی آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ جب کہ دوسرے مسلمان ابھی انتظار میں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح و مہدیؑ کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ نبی ہوگا۔ ظلی اور بروزی نبی ہوگا اور نئی شریعت نہیں لائے گا۔ پس ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ظلّی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ دوسرے مسلمان اسکو نہیں مانتے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم آخری اور فائنل شریعت ہے۔ آپ کے بعد نئی شریعت کے ساتھ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن آپؐ کی پیروی میں آپؐ کی غلامی میں بغیر کسی نئی شریعت کے نبی آسکتا ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا دوسرے مسلمان آپ لوگوں کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا ہر سال لاکھوں لوگ ہم میں شامل ہو رہے ہیں۔ بڑی تعداد افریقن ممالک سے شامل ہو رہی ہے ایشین، عرب ممالک، یورپ اور امریکن ممالک سے بھی شامل ہو رہے ہیں اور ان شامل ہونے والوں میں ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے۔

قادیان، پنجاب انڈیا میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں مبعوث ہوئے۔ آپ اکیلے تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو نصف ملین لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہو چکے تھے اور ان میں ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی۔ جماعت کے قیام کو 125 سال ہو چکے ہیں اور آج ہماری تعداد ملینز میں ہے۔ نصف ملین ہر سال شامل ہو رہے ہیں اور یہ آنے والے، مسلمانوں میں سے زیادہ ہوتے ہیں اور تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ مسلمان آپ کے مخالف ہیں ان کے ساتھ آپ کیا تعلق رکھتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا ہم کسی کے خلاف نفرت نہیں رکھتے۔ یہ عام مسلمان لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے علماء کے پیچھے چلتے ہیں۔ لیکن جب سچائی دیکھتے ہیں تو پھر مانتے بھی ہیں۔ ہمارے دل میں کسی کے خلاف نفرت نہیں ہے۔ ہم ہر ایک کے خیر خواہ ہیں اور ہم محبت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میں خود عیسائی ہوں۔ عیسائیت میں محبت ایک بنیادی اصول ہے کیا اس لحاظ سے آپ اپنے آپ کو عیسائیت کے قریب سمجھتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ عیسائیوں کو، یہودیوں کو اور سب کو بتادو کہ آؤ اور ہم سب ایک ایسی بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ہم سب میں مشترک ہے اور وہ توحید ہے، ایک خدا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہم سب میں بہت سی مشترکہ باتیں ہیں ان پر اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی طرف خیر خواہی اور محبت کا ہاتھ بڑھائیں سب سے اہم انسانیت ہے۔ ہمیں انسانیت کی بھلائی کیلئے اور بہتری کیلئے مل کر کام کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔

قرآن کریم نے فرمایا ہے ''لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ'' کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہم تمام انبیاء اور مذاہب کو مانتے ہیں اور ہر ایک کو عزت واحترام دیتے ہیں اور ہر جگہ یہی پیغام پہنچاتے ہیں کہ ہر ایک سے محبت اور عزت سے پیش آنا چاہئے خواہ اسکا کوئی بھی مذہب اور عقیدہ ہو۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ سیریا سے مسلمان رفیوجی یہاں آرہے ہیں جس کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ ان لوگوں کو اسلام کا خوف کیوں ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جس ملک سے یہ رفیوجی یہاں آرہے ہیں اس ملک میں شدت پسند اور انتہاء پسند گروہ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کا خوف ایک قدرتی امر ہے اور مسلمانوں کے رویہ کی وجہ سے ہے۔ ان کا خوف اپنی جگہ درست ہے لیکن وہ شدت پسند گروہوں کے عمل کو اسلام سے منسلک نہ کریں۔ اسلام کے ساتھ منسلک کرنا ناانصافی ہے۔ اگر حقیقی اسلام کے بارہ میں جاننا ہے تو احمدیوں سے سیکھیں اور قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم کا یہاں کی ڈچ زبان میں ترجمہ موجود ہے۔ اگر قرآن کریم کی تعلیمات پر چلیں گے تو پھر انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا جو لوگ یہاں آرہے ہیں وہ کوئی زیادہ مذہبی نہیں ہیں۔ اپنے ملک میں ہونے والے مظالم اور ظلم وستم سے تنگ آکر باہر نکلے ہیں۔

جرنلسٹ نے سوال کیا کہ رفیوجی کرائسز کیلئے آپ ڈچ حکومت کی کیا رہنمائی کریں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر یہ صحیح اور اصل ریفیوجیز ہیں تو پھر ان کی مدد ہونی چاہئے۔ جو حکومتیں اور انٹرنیشنل تنظیمیں ہیں وہ ان کی مدد کریں اور انہیں یہاں قیام کرنے کا حق ہے جب تک ان کے اپنے ملک میں امن نہ ہو۔ یہاں بے شک ان کا عارضی قیام ہو۔ ان کے ملک کے حالات بہتر ہوں تو پھر ان کو واپس بھجوانے میں ان کی مدد کریں اور پھر ان کے اپنے ملک میں ان کو اسٹیبلش کرنے میں بھی ان کی مدد کریں۔

حضور انور نے فرمایا یہ دیکھیں اور نظر رکھیں کہ یہاں کوئی غلط کام نہ کریں I.S کے کسی نمائندہ نے جو کہا ہے کہ ہر پچاس افراد پر ہمارا ایک ممبر جارہا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر حکومت کو بہت محتاط ہونا پڑے گا۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا لوگ جب خلیفہ کے بارہ میں آجکل سوچتے ہیں تو ان کے ذہن میں ابوبکر البغدادی کا نام آتا ہے۔ آپ اس کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا اسلامی اصطلاح میں خلافت نبوت کے بعد شروع ہوتی ہے اور ایک نبی کے بعد آنے والا خلیفہ اس نبی کے کام کو جاری رکھتا ہے اور آگے بڑھاتا ہے۔

اب یہاں جو ابوبکر بغدادی کی خلافت کا نام لیا جاتا ہے یہاں تو ہر چیز، ہر بات، ہر عمل اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

فرانس کا ایک جرنلسٹ ان لوگوں سے اپنی جان بچا کر واپس آیا ہے اس نے بتایا کہ جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ جو تم کر رہے ہو یہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے تو اس پر ان کا جواب تھا ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے۔ جو ہم کر رہے ہیں وہی ٹھیک ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرق نہیں پڑتا۔

پس ان کا یہ رویّہ اور عمل غلط ہے اور اسکا اسلامی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کوئی مذہب نہیں ہے کہ MIGHT IS RIGHT کہ طاقت ہی درست ہے۔ جو طاقتور ہے وہ جو چاہے کرلے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ I.S والے قرآن کریم کی آیات کو QUOTE کرتے ہیں کہ وہ اس بناء پر اپنا کام کر رہے ہیں؟

اس سوال کے جواب پر حضور انور نے فرمایا میں قرآن کریم سے کئی آیات QUOTE کرسکتا ہوں جن سے ان کی باتیں ردّ ہوتی ہیں، یہ لوگ قرآن کریم کی غلط تشریح کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کچھ دن قبل یوکے کے ایک اخبار ''EVENING STANDARD'' کے ایک جرنلسٹ نے ایک آرٹیکل لکھا اور اسکا عنوان یہ لگایا ''Our own london caliphate is doing nothing but good'' ہمارا اپنا خلیفہ لندن میں ہے اور صرف اچھا کام کر رہا ہے۔ ہم اس خلیفہ کو کیوں نہ follow کریں۔ جماعت کے جلسہ میں 35 ہزار لوگ اکٹھے ہوئے اور یہاں صرف امن، رواداری اور بھائی چارہ کی باتیں ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو مسلمان نہیں ہے اور اس نے از خود یہ لکھا ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کچھ ایسے مسلمان ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن اسلامی فقہ کہتا ہے کہ ان کو قتل کردینا چاہئے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جہاں تک یہ کہا جاتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ درست نہیں ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اسبات کو ردّ کرتی ہیں۔

قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی اسلام قبول کرے اور پھر چھوڑ دے اور اسکے بعد پھر قبول کرلے اور چھوڑ دے اور پھر قبول کرلے اور چھوڑ دے تو اس کو کچھ نہ کہو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگلے جہان میں خدا تعالیٰ خود اس سے سلوک کرے گا۔

اگر کوئی شخص اپنے خیالات، رشتہ داروں اور سوسائٹی کے خوف کی وجہ سے اسلام کو چھوڑتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں بہت سے ایسے لوگ عطا کرے گا جو نیک ہوں گے اور اپنے ایمان میں زیادہ مضبوط ہوں گے اور لوگوں سے رشتہ داروں سے اور سوسائٹی سے بالکل خوف نہ کھائیں گے۔

پس یہ کہنا کہ جو اسلام کو چھوڑتا ہے اسکو قتل کردو، بالکل غلط ہے اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اگر قتل مرتد صحیح ہوتا تو رشتہ داروں اور قبیلے کے بجائے اسلام کا خوف زیادہ ہونا چاہئے تھا۔

☆ جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ بائبل کو کیسے دیکھتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا بائبل میں چند ایک آیات ایسی ہوں گی جو اصل تعلیم کے مطابق ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی جاسکتی ہیں۔ بائبل میں بہت ساری آیات ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات نہیں ہیں اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ سو فیصد نازل ہوئیں۔ بعد میں Saints کی بہت ساری باتیں بائبل میں آگئی ہیں۔ بعض آیات حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور بعض اس کے پیروکاروں کے ریفرنس کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔ مختلف Saints کی کوٹیشن بائبل میں زیادہ ہیں بنسبت ان تعلیمات کے جو حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا تورات اور بائبل کی جو سچی تعلیمات ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ قرآن کریم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ہم اس کو مانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا وقت کے ساتھ ساتھ تعلیمات تبدیل ہوئیں۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے صرف ان تعلیمات کا ذکر کیا ہے جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ آج تک کوئی سکالر یہ ثابت نہیں کرسکا کہ قرآن کریم میں کوئی تبدیلی ہے۔ بارھویں تیرہویں صدی کے لکھے ہوئے قرآن کریم موجود ہیں۔ اب گزشتہ دنوں چھٹی ساتویں صدی کا لکھا ہوا قرآن کریم بھی ملا ہے۔ کہیں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم نے تو یہ اعلان کیا ہے اور سب مذاہب والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آؤ ہم سب اس بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ہم سب میں مشترکہ ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی توحید ہے۔ ہم بجائے آپس کے حسد کے، اختلافات کے اس ایک بات پر اکٹھے ہوں اور باہم مل کر کام کریں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آج آپ نے پارلیمنٹ میں جانا ہے اور وہاں سیاستدانوں کو جو پیغام دینا ہے وہ کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا یہی پیغام ہے کہ آؤ مل کر ہاتھ ملا کر دنیا میں امن کیلئے کام کریں اور یہ دنیا کی اس وقت فوری ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا میں کئی سالوں سے دنیا کو وارننگ دے چکا ہوں کہ ہم بڑی تیزی سے عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اب ہم بالکل نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ رشین ایر فورس نے ترکی باڈر کے قریب حملہ کیا ہے NATO نے جواباً بڑی سخت زبان استعمال کی ہے۔

☆ جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا اور اسلام کے درمیان جنگ ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا یہ میڈیا کا اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ ہے۔ مسلمانوں کی زیادہ تعداد امن پسند ہے اور مغربی دنیا کے خلاف نہیں ہے اور ان کا شدت پسندی سے کوئی تعلق نہیں۔

مڈل ایسٹ میں مسلمان، مسلمان سے لڑ رہا ہے۔ سیریا میں اب رشیا نے ایئر اٹیک کیا ہے اور رشیا کہتا ہے کہ میں حکومت کی مدد کر رہا ہوں اور حکومت کے مخالف گروہوں پر حملہ کیا ہے۔ دوسری طرف امریکہ ان رائبلز کی مدد کر رہا ہے جو حکومت کے مخالف ہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ ان رائبلز کے حقوق مارے گئے ہیں۔ اب یہ دونوں طاقتیں مسلمانوں کی مدد کر رہی ہیں اور یہ مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ یہ جنگ کوئی مذہبی لڑائی نہیں ہے اور اسلام کو ختم کرنے کیلئے نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ مغربی دنیا اور اسلام کے درمیان جنگ ہے۔

☆ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ کیا اس جنگ کی وجہ سے جو آجکل ہو رہی ہے اسلام تیزی سے پھیلے گا؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ بات ٹھیک ہے جب لوگوں کو سمجھ آئے گی کہ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ اسلامی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور اسلام کا نام رہ جائے گا۔ آج یہی وہ زمانہ ہے جس میں اسلام کی ایسی حالت ہو چکی ہے اور لوگ اس کو سمجھ رہے ہیں۔ جان رہے ہیں اور ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ کیا آپ کا ارادہ ہے کہ ہالینڈ میں مزید مساجد بنائیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا جس طرح ہم یہاں بڑھ رہے ہیں ہم مزید مساجد بنائیں گے۔ انشاء اللہ

یہ انٹرویو گیارہ بجکر 45 منٹ پر ختم ہوا۔ آخر پر

جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

الٰہی جماعتوں کی تاریخ میں بعض دن ایسے بھی آتے ہیں جو اپنی خصوصیت کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں اور آنے والے انقلاب کیلئے سنگ میل بنتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آج ایک اور ایسا دن آیا جو انشاء اللہ آئندہ عظیم الشان انقلاب اور فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا اور ہالینڈ کی سرزمین پر بھی جماعت احمدیہ کیلئے ترقیات کے نئے باب کھولے جائیں گے۔

برّاعظم یورپ کی سرزمین پر آباد ممالک کی نیشنل پارلیمنٹس میں سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 22؍اکتوبر 2008ء کو برٹش پارلیمنٹ میں تشریف لے گئے اور وہاں اپنا ایڈریس پیش کیا۔ پھر اس کے بعد 4؍دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپین پارلیمنٹ میں تشریف لاکر اپنا تاریخی خطاب فرمایا۔

آج حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں حکومت ہالینڈ کی فارن افیئرز کمیٹی Foreign Affair Committee کی طرف سے ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام کے مطابق نن سپیٹ (Nunspeet) سے مسجد مبارک ہیگ (Den Haag) کیلئے روانگی تھی۔ آج کی تقریب میں شرکت کیلئے ہالینڈ کے علاوہ یورپ کے دوسرے ممالک سے جو ممبران پارلیمنٹ اور بعض دیگر حکام اور مہمان آئے ہوئے تھے ان سب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا پروگرام مسجد مبارک ہیگ میں رکھا گیا تھا۔ اس ملاقات کے پروگرام کے بعد پھر یہاں سے پارلیمنٹ کیلئے روانگی تھی۔ بارہ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور نن سپیٹ سے مسجد مبارک ہیگ کیلئے روانگی ہوئی۔ نن سپیٹ سے ہیگ کا فاصلہ 130 کلومیٹر ہے۔ ایک بجکر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد مبارک ہیگ میں تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی جماعت کے احباب مردو خواتین نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ گیت پیش کئے۔

مکرم عبد الحمید درفیلدن صاحب نائب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم طاہر محمود صاحب صدر جماعت ہیگ و نیشنل سیکرٹری امور عامہ، مکرم داؤد اکمل صاحب نائب صدر جماعت ہیگ، مبشر احمد صاحب صدر جماعت زوتر میر (Zotermeer) علی قاسم صاحب قائد خدام الاحمدیہ ہیگ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

دو بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر کیلئے حضور انور رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق تین بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں سویڈن، سپین، آئرلینڈ، کروشیا، مونٹینگرو، سوئٹزرلینڈ اور البانیا کے ممالک سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ اور دیگر مہمان حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ باری باری تمام ممبران نے اپنا تعارف کروایا۔

حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بہت خوشی ہوئی کہ آپ یہاں آج پارلیمنٹ کے فنکشن کو اٹینڈ کرنے آئے ہیں۔ آپ میں سے بعض جماعتی پروگراموں میں پہلے بھی آچکے ہیں۔

سیریا سے آنے والے رفیوجی کے حوالہ سے بات ہوئی تو سویڈن سے آنے والے ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ سویڈن میں ہر روز ایک ہزار رفیوجی آرہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جرمنی اور سویڈن میں زیادہ رفیوجی آرہے ہیں۔

سپین سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ نے بتایا کہ ہم پندرہ ہزار لے رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس مراکش، مالی، الجزائر، غانا اور نائیجیریا سے بھی کافی لوگ آئے ہوئے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ سے آنے والے مہمانوں نے بتایا کہ سوئٹزرلینڈ بیس ہزار لے رہا ہے اور اس کے علاوہ بہت سارے رفیوجیز اس سے قبل بھی آچکے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ سے ایک پادری Bishop Dr Amen Howard بھی آئے تھے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو Geneva آنے کی دعوت دی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا انشاء اللہ میں وہاں آنے کی کوشش کروں گا۔

ملک Montenegro سے آنے والے ممبر پارلیمنٹ Dritan Abazovic نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں آج پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ موصوف نے کہا ہمارا ملک چھوٹا ہے۔ مونٹنگرو میں حضور انور کی آمد کو ممکن بنانے کیلئے ہمیں کچھ وقت درکار ہوگا۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا میں ایک عاجز انسان ہوں میں آپ کی دعوت کے بغیر بھی جا سکتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا ملک کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا سوال نہیں اصل یہ ہے کہ دل بڑا ہو اور آپ کھلے دل کے ساتھ بات کر رہے ہیں اور یہ آپ کی خوبی ہے۔

سپین سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ نے سوال کیا کہ سیریا کے اس وقت جو حالات بن رہے ہیں۔ اس بارہ میں حضور کی کیا رائے ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اب موجودہ صورتحال کو یورپی یونین سنبھال سکے۔ رشیا، سیریا میں داخل ہو چکا ہے۔ انہوں نے حکومت کے مخالف گروہوں پر ایئر اٹیک کیا ہے اور اپنا ایئر بیس بھی بنا رہے ہیں۔ آج یہ خبر تھی کہ رشین، جہازوں نے ترکی کے باڈر کے قریب ایئر سٹرائیک کی ہے۔ امریکہ نے اس کو سخت کنڈم کیا ہے۔ اب مختلف بلاکس بھی بن رہے ہیں اور اسبارہ میں میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ حالات مزید خراب ہو رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ لوگ اس میں کیا رول ادا کرتے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ سے آنے والے بشپ نے عرض کیا کہ کیا حضور انور عرب ممالک کو سمجھا سکتے ہیں کہ سیریا سے آنے والے رفیوجیز کو سنبھالیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اگر وہ میری بات پر کان دھریں۔ حضور انور نے فرمایا چار سال قبل میں نے اپنے خطبات میں اور ایڈریسز میں ان کو سمجھایا تھا اور پیغامات بھی بھیجے تھے لیکن حکومت، عوام اور ان کے لیڈرز بات سننا نہیں چاہتے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یہ دیکھنے والی بات ہے کہ ان کے پاس ہتھیار کہاں سے آرہے ہیں۔ انہیں کون جنگی ساز و سامان سپلائی کر رہا ہے۔ نیز ان کے پاس فنڈز کہاں سے آرہے ہیں۔ کون ان کی فنڈز کے ذریعہ مدد کر رہا ہے۔ حالات بہتر کرنے کیلئے ایک حل یہ ہے کہ ان کی سپلائی لائن کاٹ دی جائے۔ ان کی فنڈنگ روک دی جائے۔ اگر یورپی یونین اقدام اٹھائے تو حالات درست ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اب صورتحال یہ ہے کہ ایک بڑی طاقت سیرین حکومت کی مدد کر رہی ہے اور دوسری طرف بھی ایک طاقت اور بعض گروپس رائبلز کی مدد کر رہے ہیں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ ان کے پیچھے کون ہے۔

حضور انور نے فرمایا اب جو I.S آئل فروخت کر رہے ہیں۔ یہ کہاں فروخت کر رہے ہیں۔ کس کو بیچ رہے ہیں۔ کسی بوتل، کنٹینر میں ڈال کر تو نہیں بیچ رہے بلکہ بڑے بڑے بحری جہاز تیل سے بھرے ہوئے جا رہے ہیں اور اس کے ذریعہ وہ ملینز ڈالرز حاصل کر رہے ہیں۔ ان کو کیوں نہیں روکتے۔ یہ آئل کی سپلائی کیوں بند نہیں کرتے جہاں پابندی لگانا چاہیں وہاں لگا دیتے ہیں۔ یہاں کیوں نہیں لگاتے۔

سویڈن کے ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ سویڈن نے UN یونائیٹڈ نیشن میں کہا کہ VETO کے حق کو ختم کیا جائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سویڈن ہر معاملہ میں سبقت لے جاتا ہے۔ یورپ میں سویڈن نے سب سے پہلے فلسطین کو تسلیم کیا اور پھر اس کے بعد سپین نے تسلیم کیا تھا۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے موجودہ حالات کے بارہ میں کوئی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا ہم احمدی اسبات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ حالات پیدا ہونے تھے اور یہ صورتحال ڈویلپ ہونی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب مسلمان اسلام کی تعلیمات کو بُھلا دیں گے اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور مسلمان عملی طور پر اپنی تعلیم کو بھول چکے ہوں گے اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ اب جب تک مسلمان سچی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو Follow نہیں کرتے اور راہ راست پر نہیں آتے تو یہ صورتحال مزید بگڑتی جائے گی۔ اب جو موجودہ حالات بن رہے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد اس حوالہ سے یہ ہے:

آپؑ نے فرمایا ’’خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا، وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی لڑے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آئے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔‘‘

تین بجکر پچاس منٹ پر ملاقات کا یہ پروگرام ختم ہوا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مہمان حضرات کو شرف مصافحہ بخشا۔

مسجد مبارک ہیگ سے چار بجکر پندرہ منٹ پر ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ کیلئے روانگی ہوئی۔ پارلیمنٹ کی عمارت ہماری مسجد سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پارلیمنٹ میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں پارلیمنٹ کی فارن افیئرز کمیٹی کے سیکرٹری Mr. Theo Vantoor نے پارلیمنٹ ہاؤس کے مین دروازے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا اور حضور کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ پارلیمنٹ کی عمارت کے اندر لے گئے۔

چار بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لائے جہاں پارلیمنٹ کی فارن افیئرز کمیٹی کے قائمقام چیئر مین Harry Van Bommel حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل ہی تمام ممبران اور مہمانان کرام اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سٹیج پر تشریف لائے۔ سٹیج پر قائمقام چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی کے علاوہ اس کمیٹی کے پانچ ممبران بیٹھے تھے۔ اس تقریب کی میزبانی کے فرائض ممبر پارلیمنٹ Mr. Harry Van Bommel قائمقام چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی نے ادا کئے۔

آج کے اس پروگرام کے آغاز میں سب سے پہلے چیئر مین کمیٹی نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا۔ ڈچ پارلیمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی آف فارن افیئرز کی طرف سے میں سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد صاحب سربراہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اس تقریب میں شامل ہونے والے ممبران پارلیمنٹ اور پھر سویڈن، سپین، آئرلینڈ، کروشیا اور مونٹینگرو سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس تقریب کی Live کاروائی نہ صرف ہالینڈ میں بلکہ دنیا بھر میں Live نشر کی جارہی ہے۔

حضرت عزّت مآب! آپ کی ہالینڈ کی نیشنل اسمبلی میں تشریف آوری فارن افیئرز کمیٹی کیلئے باعث افتخار ہے۔ ہم دنیا بھر میں احمدی مسلمانوں کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ آپ امن کے فروغ اور بین المذاہب ہم آہنگی کے بارہ میں اپنے نظریات ہم تک پہنچائیں گے۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

خطاب
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سب سے پہلے تو میں اس موقع پر خلوصِ دل کے ساتھ ان لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے آج کی اس تقریب کو منعقد کیا اور مجھے حاضرین سے خطاب کرنے کیلئے مدعو کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کے زمانہ میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض خاص قسم کے مسائل کو بڑے تسلسل سے اس دور کے اہم ترین مسائل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ گلوبل وارمنگ اور موسمی تبدیلیوں کے خطرات پر زور دے رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو خاص قسم کے تنازعات کے بڑھ جانے اور دنیا کے نازک حالات کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ اگر ہم اس صورتحال کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ آج کے زمانہ میں دنیا کا امن اور اس کی حفاظت سب سے سنگین مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا دن بدن غیر مستحکم اور خطرناک صورتحال کا شکار ہوتی جارہی ہے اور اس کی کئی ممکنہ وجوہات ہیں۔ مثلاً اقتصادی بحران اور عدم استحکام جس نے دنیا کے بیشتر حصوں کو متاثر کیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ ہو سکتا ہے۔ ایک اور ممکنہ بنیادی وجہ بعض دنیاوی رہنماؤں کی طرف سے اپنے لوگوں اور دوسروں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک

ہے۔ایک اور وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بعض دینی رہنما اپنے ذاتی مفادات کو وسیع تر قومی مفاد پر ترجیح دے رہے ہیں اور خلوص نیت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کررہے۔ پھر عالمی تعلقات کے لحاظ سے ان تنازعات کی ایک بڑی وجہ امیر اور غریب ملکوں کے درمیان پایا جانے والا فرق بھی ہوسکتا ہے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑی طاقتیں اکثر غریب ملکوں کے قدرتی وسائل سے ان کو جائز حصہ دیئے بغیر فائدہ اٹھا رہی ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
پس دنیا میں بدامنی کی وجوہات کی ایک لمبی فہرست بن سکتی ہے جن میں سے میں نے چند ایک بیان کی ہیں۔ جو بھی وجہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کا سب سے خطرناک مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے۔ یہ سن کر آپ میں سے اکثر یہ کہیں گے کہ یہ تو مسلمان ممالک ہی ہیں جہاں سب سے زیادہ عدم استحکام ہے اور امت مسلمہ میں فساد ہی دنیا میں بدامنی کی اصل وجہ ہے۔ چونکہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا سربراہ ہوں اور اس لئے آپ شاید خیال کرتے ہوں کہ میں بھی اس کا کچھ نہ کچھ ذمہ دار ہوں۔ آپ شاید یہ بھی یقین رکھتے ہوں کہ شدت پسند گروہوں کی پیداوار اور دہشت گردی میں اضافہ دراصل اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہے۔ تاہم اسلام کو اس نفرت اور شدت پسندی کے ساتھ جوڑنا سراسر خلاف انصاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت مذاہب کی تاریخ کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ جب ہم مذاہب کی تاریخ پر معروضی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر مذہب کے پیروکار وقت کے ساتھ ساتھ اصل تعلیمات سے دور ہٹ گئے جو ان کو اندرونی تقسیم اور باہمی تنازعات کی طرف لے گئی۔ لوگ قتل کئے گئے اور بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کھلے دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمان بھی وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہٹ گئے جس کی وجہ سے مایوسیت اور دشمنیاں پیدا ہوگئیں جو کہ پھر فرقہ واریت، قتل وغارت اور عدم انصاف کا موجب بنیں۔ تاہم ایک حقیقی مسلمان کے نقطۂ نظر سے آج اسلام کی پست حالت دیکھ کر میرے ایمان میں کوئی کمی نہیں آئی کیونکہ آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آہستہ آہستہ اسلام کی تعلیمات بگڑ جائیں گی اور مسلمان اخلاقی پستی کے دور میں داخل ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ روحانی تاریکی کے اس دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلح بطور مسیح موعود و مہدی معہود بھیجا جائے گا جو بنی نوع انسان کی، اسلام کی اصل اور پُرامن تعلیمات کی طرف رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بانی جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہمیں اسلام کی حقیقی اور پرامن تعلیمات سے روشناس کرایا۔ پس ہم احمدی مسلمان ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آج کے فساد اور بدامنی میں حصہ ڈال رہے ہیں بلکہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا کے زخموں کو مندمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو بنی نوع انسان کو متحد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کی نفرت اور بغض وعناد کو پیار اور محبت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن کے قیام کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
بطور ایک مذہبی رہنما میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ دنیا کے حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی طرف مرکوز کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی نے ہمیں ایک اہم اصول بتایا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امن کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ بنی نوع انسان اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انسانیت کی دائمی فلاح کا یہی ایک طریق ہے۔ آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود ہر دو لحاظ سے یعنی روحانی اور جسمانی اعتبار سے خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنانے سے وابستہ ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات سے ہی حقیقی امن پھوٹتا ہے اور یہ چیز قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں بیان ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنی وہ ہر ایک شخص اور ہر قسم کی مخلوق کا آقا اور کفیل اور اس کو پالنے والا ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ عیسائیوں کا، یہودیوں کا، ہندوؤں کا بلکہ تمام لوگوں کا خدا ہے قطع نظر اس کے کہ ان کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ پیار اور شفقت عدیم المثال اور نرالا ہے۔ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ وہ امن کا منبع ہے۔ پس جب اسلام کہتا ہے کہ ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی صفات اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے تو ایک سچے مسلمان کیلئے کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا ناممکن ہوجاتا ہے بلکہ ایک سچے مسلمان کا ایمان اس کو انسانیت سے پیار کرنے اور بنی نوع انسان کے ساتھ عزت، تکریم اور ہمدردی سے پیش آنے پر مجبور کردیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو قرآن کریم نے جنگ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ لیکن جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اس کی روشنی میں اس اجازت کے اصل سیاق وسباق کو سمجھنا ضروری ہے۔ دیرپا امن کے قیام کی قدرومنزلت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے بعض مواقع پر دیرپا امن کا قیام یقینی بنانے کی خاطر سزاؤں کی اور انذار کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ صرف اور صرف امن کے قیام کیلئے اور دفاع کیلئے دی گئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بہت بڑی ناانصافی ہے کہ بعض لوگ یا گروہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو فساد اور ظلم سے جوڑتے ہیں۔ اگر ہم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام ہر قسم کی انتہا پسندی اور خونریزی کا مخالف ہے۔ وقت کی کمی کے باعث یہ تو ممکن نہیں کہ میں تفصیل سے اس پر اظہارِ خیال کروں لیکن پھر بھی بعض اہم اسلامی تعلیمات بیان کروں گا جو بڑے واضح انداز میں ثابت کرتی ہیں کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ ایک بنیادی اعتراض جو اسلام کی تعلیمات پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام انتہا پسندی اور جنگ وجدل کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی صداقت نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ آیت نمبر 191 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنگ صرف اس صورت میں جائز ہوگی کہ جب دفاع میں کی جائے۔ اسی نکتہ کا قرآن کریم کی سورۃ حج آیت 40 میں اعادہ فرمایا گیا ہے جہاں بڑے واضح الفاظ میں بیان ہے کہ جنگ کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی گئی، جن پر حملہ کیا گیا اور جن پر جنگ مسلط کی گئی۔ مزید یہ کہ خدا تعالیٰ نے مسلمان حکومتوں کو جنگ کی اجازت صرف مذہب اور عقیدے کی آزادی کیلئے دی ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت 194 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں پہلے ہی مذہبی آزادی قائم ہو وہاں جنگ کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ کسی مسلمان گروپ، ملک اور فرد کو یہ اجازت نہیں ہے کہ کسی ریاست یا اس کے افراد کے خلاف کسی بھی قسم کی جنگ، فساد اور بدامنی میں ملوث ہوں۔ پس سادہ سی بات ہے کہ یورپ اور مغرب میں حکومتیں سیکولر ہیں اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرے یا حکومت کے خلاف فساد کی راہ اختیار کرے یا حکومت کے خلاف بغاوت کرے یا ہتھیار اُٹھائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
درحقیقت قرآن کریم کی اصل تعلیمات تو یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اسے کسی غیر مسلم ملک میں رہتے ہوئے مذہبی آزادی نہیں ہے تو پھر بھی اسے کسی بھی صورت میں لاقانونیت کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس ملک سے نقل مکانی کرکے کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں حالات نسبتاً سازگار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
قرآن کریم میں سورۂ نحل کی آیت 126 میں مسلمان حکومتوں کو تاکید کی گئی ہے کہ اگر کبھی ان پر حملہ کیا جائے تو وہ صرف دفاع کریں اور یہ دفاع اصل حملہ سے مناسبت رکھتا ہو۔ چنانچہ قرآن کریم اس معاملہ پر بہت واضح تعلیم دیتا ہے کہ سزا جرم کی نوعیت سے مناسبت رکھتی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سورۂ انفال کی آیت 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے مخالفین غلط نیت رکھتے ہوں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوں اور پھر اپنا ارادہ تبدیل کرکے تمہیں نقصان پہنچانے سے باز آجائیں اور مفاہمت کی راہ اختیار کریں تو قطع نظر اس کے کہ ان کا ارادہ کیا ہے تمہیں فوری طور پر ان کی بات مان لینی چاہئے اور امن پسند تصفیہ کی طرف بڑھنا چاہئے۔ قرآن کریم کا یہ اصول بین الاقوامی سطح پر امن وتحفظ کا ضامن ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آج کل ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ جہاں ممالک دوسروں کی طرف سے صرف دشمنی کے اندیشہ کی وجہ سے بہت جارحانہ پالیسیاں اپنا لیتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں کہ بہتر ہے کہ انہیں تباہ کردیا جائے قبل اس کے کہ وہ ہمیں تباہ کریں۔ تاہم اسلام حکم دیتا ہے کہ امن کی کسی بھی کوشش کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے۔ چاہے صرف امید کی ہلکی سی کرن ہو تب بھی اسے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سورۂ مائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم عدل وانصاف نہ کرو۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ خواہ کیسے ہی نامساعد حالات ہوں، ہر حال میں انصاف کے اصولوں پر عمل پیرا رہو۔ چنانچہ جنگی حالات میں بھی عدل وانصاف انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور جب جنگ ختم ہو تو ضروری ہے کہ فتح حاصل کرنے والا فریق انصاف پر قائم رہے۔

تاہم آج کل ہم ایسے اعلیٰ اخلاق اور اقتدار نہیں دیکھتے۔ بلکہ جب جنگ ختم ہوتی ہے تو ممالک مزید پابندیاں اور قیود لگا کر ان شکست خوردہ قوموں کی ترقی کی راہیں محدود کردیتے ہیں اور ان کو حقیقی آزادی حاصل کرنے سے محروم رکھتے ہیں۔ ایسی پالیسیاں عالمی تعلقات کو نقصان پہنچا رہی ہیں اور ان کا منفی اثر پڑ رہا ہے اور یہ صرف بے چینی ہی بڑھا سکتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ جب تک معاشرے کے ہر سطح پر انصاف قائم نہیں ہوجاتا دیرپا امن ہرگز حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کی ایک اور اہم تعلیم جو کہ قرآن کریم میں سورۂ انفال کی آیت 68 میں بیان ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کی حالت کے علاوہ قیدی بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ جو انتہا پسند اور دہشت گرد گروہ بلاوجہ قیدی بنا رہے ہیں وہ اسلامی تعلیم کے سراسر مخالف عمل کررہے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق یہ نہ صرف قیدی بنا رہے ہیں بلکہ ان پر انتہائی سفاکانہ ظلم بھی کررہے ہیں۔ جو یہ دہشت گرد گروپ کرتے پھر رہے ہیں انکی صرف شدید ترین الفاظ میں مذمت ہی کی جاسکتی ہے۔

دوسری طرف قرآن کریم نصیحت کرتا ہے کہ ایسی صورت میں جب جائز طور پر قیدیوں کو رکھا گیا ہو تو بہتر ہے کہ جہاں ممکن ہو ان پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہا کردیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
امن کے قیام کیلئے ایک سنہرا اصول قرآن کریم کی سورۂ حجرات کی آیت 10 میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جب قوموں یا گروہوں میں تنازعہ کھڑا ہوجائے تو ثالثی کیلئے کسی کو درمیان میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے اور معاملہ کا پرامن تصفیہ کرانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ معاہدہ طے پاجانے کی صورت میں اگر ایک فریق ناانصافی سے دوسرے فریق کو دبانے کی کوشش کرے اور طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو ایسی صورت میں دیگر قوموں کو متحد ہوکر ظالم کا ہاتھ روکنا چاہئے۔ اور ضرورت ہو تو اس کیلئے طاقت کا استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے۔ تاہم جب ظالم ملک اپنا ارادہ ترک کردے تو پھر اسے رسوا نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس پر ناجائز پابندیاں لگانی چاہئیں۔ بلکہ اسے آزاد قوم اور آزاد معاشرے کے طور پر آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہئے۔ آج کی دنیا میں یہ اصول بڑی اہمیت رکھتا ہے اور خاص طور پر بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی اداروں کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے ایک بہت ہی اہم اصول قرآن کریم کی سورۂ حج آیت 41 میں بیان ہے جو عالمی سطح پر مذہبی آزادی کی یقین دہانی کراتا ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر جنگ کی اجازت نہ دی جاتی تو مساجد کے علاوہ گرجے، کلیسا، مندر اور تمام مذاہب کی عبادتگاہیں بھی انتہائی خطرے میں ہوتیں۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے طاقت کے استعمال کی اجازت دی وہ صرف اسلام کی حفاظت کی خاطر نہیں دی بلکہ مذہب کی حفاظت کیلئے عطا فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ اسلام تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کی آزادی اور حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ اسلام ہر فرد کے اس حق کی پاسداری کرتا ہے کہ وہ جو چاہے مسلک یا مذہب اختیار کرے۔ میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کے صرف چند نکات بیان کئے ہیں، جو معاشرے کی ہر سطح اور دنیا کے ہر حصہ میں اتحاد کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں۔ یہ امن کی وہ سنہری کلیدیں ہیں جو قرآن کریم نے دنیا کے افراد کو سونپی ہیں۔ یہ وہ تعلیمات ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ

علیہم نے حقیقی طور پر عمل کر کے دکھایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آخر پر میں ایک مرتبہ پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ دنیا کو امن وتحفظ کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ہمارے وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے اور فوری توجہ چاہتا ہے۔ تمام قومیں اور تمام ممالک کو وسیع تر مفاد کی خاطر لازماً متحد ہونا ہوگا اور ہر قسم کے ظلم ، جبر اور ناانصافی کے خلاف اپنی کوششوں میں یکجا ہونا ہوگا۔ چاہے یہ ظلم مذہب کے نام پر ہوں یا کسی اور بنیاد پر ڈھائے جارہے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید یہ کہ ہمیں تمام قوموں سے مخلص ہونا ہوگا اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کرنا ہوگی تا کہ ہر ایک ملک ترقی کر سکے اور اپنی صلاحیت جان سکے۔ جو دشمنیاں اور عناد ہم دیکھ رہے ہیں یہ دولت کی اندھی حوس کے باعث ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم ایک سنہرا اصول پیش فرماتا ہے کہ دوسرے کی دولت پر لالچی نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ اس تعلیم پر عمل کر کے ہم دنیا میں امن کو فروغ دے سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: معاشرے کی ہر سطح پر انصاف کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں تا کہ ہر فرد بلاتفریق مذہب اور رنگ ونسل کے اپنے پاؤں پر عزتِ نفس اور وقار کے ساتھ کھڑا ہو سکے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے ترقی یافتہ ممالک غریب اور ترقی پذیر ممالک میں سرمایہ داری کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بات انتہائی توجہ طلب ہے کہ یہ ممالک انصاف پر قائم رہیں اور ان قوموں کی مدد کریں نہ کہ اپنے ملکی مفادات اور منافع حاصل کرنے کے لئے ان غریب اور ترقی پذیر ممالک کے قدرتی وسائل اور سستی مزدوری کا فائدہ اُٹھائیں۔ وہ منافع جو وہ ان ممالک سے حاصل کررہے ہیں اس کا اکثر حصہ انہی ممالک میں لگانا چاہئے اور اس دولت کو مقامی افراد کی بہبود اور ترقی کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک اس جہت پر کام کریں گے تو اس کا نہ صرف غریب ممالک کو فائدہ ہوگا بلکہ اشتراکی طور پر بھی فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اس سے یقین اور خود اعتمادی بڑھے گی اور جو بے چینیاں پیدا ہورہی ہیں وہ زائل ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس سے یہ تاثر بھی زائل ہوگا کہ دولت مند قومیں صرف اپنا فائدہ دیکھتی ہیں اور ناجائز طور پر غریب اور کمزور ممالک کے وسائل استعمال کرنے کے درپے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے مقامی معیشت بہتر ہوگی جو کہ دنیا کی معیشت اور مالی حالت کی بہتری پر منتج ہوگی۔ خاص طور پر اس سے ایک عالمی برادری، محبت اور انسانیت کا تصور قائم ہوگا۔ اور ان سب فوائد سے بڑھ کر یہ کہ دنیا میں سچے امن کی بنیادیں استوار ہوں گی۔ اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ دی تو دنیاوی امن کی جو موجودہ حالت ایک تباہ کن عالمی جنگ کا باعث بنے گی جس کے اثرات آنے والی نسلوں تک جائیں گے اور اس کے لئے ہماری نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ کرے کہ دنیا میں حقیقی امن قائم ہو۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کو تمام ممبران نے اور دوسرے ممالک سے آنے والے مہمانوں نے بہت توجہ سے سنا اور کوئی بھی اپنی سیٹ چھوڑ کر نہیں گیا۔

پروگرام کے مطابق حضور انور کے خطاب کے بعد فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران پارلیمنٹ کو سوالات کا موقع دیا گیا۔

سوالات بعد از خطاب
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد وہاں پر موجود ممبرانِ پارلیمنٹ میں سے بعض نے سوالات بھی پوچھے۔

☆سب سے پہلے لیبرل پارٹی کے ممبر آف پارلیمنٹ Mr Han ten Broeke صاحب نے کہا: سب سے پہلے حضور انور کی یہاں تشریف آوری پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد موصوف نے سوال کیا کہ آپ نے اپنے ایڈریس میں قرآن کریم کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ آپ اسلام اور قیام امن کے حامی ہیں۔ دوسری طرف ہمیں اسلامی دنیا میں ظلم، دہشت گردی، فساد اور بدامنی نظر آتی ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ کے سامنے دو سوالات رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اس وقت اسلام اور اسلام کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تنقید کی جارہی ہے۔ کیا اس قسم کی تنقید کا ردِّ عمل قرآن کریم کی آیات کے مطابق دکھانا چاہئے یا پھر ملکی قانون کے مطابق اس کا جائزہ لینا چاہئے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور جن باتوں پر وہ عمل کر رہے ہیں وہ اسلامی تعلیمات نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے میری تقریر میں یہ بات واضح تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کا دوسرا سوال تھا کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہونے والی تنقید کا ردِّ عمل کس طرح ہونا چاہئے؟ اس حوالہ سے حال ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں کہی گئیں اور آپ کے مقام کو ٹھیس پہنچائی گئی اور اس پر امت مسلمہ کی طرف سے شدید ردِّ عمل ظاہر ہوا۔ لیکن اس موقع پر ہمارا ردِّ عمل کیا تھا؟ اس طرح کسی کو مار دینا ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا سراسر غلط ہے۔ ہم نے ہرگز اس طرح کا ردِّ عمل نہیں ظاہر کیا بلکہ ہمارا ردِّ عمل یہ تھا کہ میں نے اپنے خطبات جو ایم ٹی اے پر نشر ہوتے ہیں اور پوری دنیا سنتی ہے ان خطبات میں واضح طور پر کہا تھا کہ اس قسم کا ردِّ عمل بالکل غلط ہے۔ اصل ردِّ عمل یہ ہونا چاہئے کہ ہم اسلام کی پرامن تعلیمات کو اپنائیں اور ہر احمدی مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کا اظہار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام مذہبی شخصیات کا احترام کرنا چاہئے قطع نظر اس کے کہ وہ اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا پھر اور کوئی بھی ہیں اور دوسرے نبی ہیں۔ اگر آپ کسی نبی یا کسی بھی مذہبی لیڈر کو مذاق کا نشانہ بنارہے ہیں تو پھر قدرتی طور پر بعض لوگوں کی طرف سے ردِ عمل کا اظہار ہوگا اور وہ بدلہ لینے کی کوشش کریں گے کیونکہ بسا اوقات ایسے لوگوں کے لئے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہوجاتا ہے تو یہ دوطرفہ بہاؤ ہے۔ کچھ دو اور کچھ لو والی بات ہے۔ پس ہر ایک کو دوسرے کی عزت کرنی چاہئے اور یہ بنیادی انسانی اقدار ہیں۔ پس ہمیں انسانی اقدار کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ملکی قانون کا تعلق ہے کہ آپ کو قانون اجازت دیتا ہے کہ آپ جو چاہیں بولیں تو اس حوالہ سے مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ یہ قوانین تو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور اسی لئے وقتاً فوقتاً ان قوانین میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں جہاں بھی قوانین بنتے ہیں وہاں کچھ عرصہ کے بعد ترامیم کردیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود ہی اس قانون سے مطمئن نہیں ہوتے جو آپ نے نافذ کیا ہوتا ہے۔ جب حالات بدلتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہمیں قانون بھی تبدیل کر دینا چاہئے کیونکہ یہ قانون اپنے اندر آج کل کے مسائل کا حل نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ملکی قانون مکمل ہے۔ اگر کسی ملک کا قانون کسی رہنما یا کسی بھی شخص کے ساتھ جسے آپ پیار کرتے ہوں اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا یہ قانون درست ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے آپ کے پاس حق ہے کہ آپ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں آپ کے پاس یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ آپ میرے سامنے ایسے شخص کے خلاف گند اُچھالیں جسے میں پیار کرتا ہوں۔ اگر یہاں مغربی ممالک میں آپ کے پاس ہر شخص کے خلاف چاہے وہ نبی ہو یا کوئی رہنما ہو یا کوئی اور ہو، کُھل کر بولنے کا حق ہے تو میرا خیال ہے کہ بنیادی انسانی اقدار آپ کو ایسا کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اس لئے آپ کو اس آزادی پر کچھ نہ کچھ پابندی لگانی ہوگی ورنہ دنیا میں بے چینی اور بدامنی پیدا ہوگی اور یہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کو اس قسم کے ردِ عمل کے نتیجہ میں اچھا تجربہ ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کو جاری رہنا چاہئے۔ لیکن اگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے نتیجہ میں مسلمان دنیا کی طرف سے شدید ردِ عمل کا اظہار ہورہا ہے تو پھر آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہم ان باتوں پر زور کیوں دے رہے ہیں جن سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ پس میرے نزدیک انسانی اقدار کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔

☆اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Michiel Servaes جن کا تعلق لیبر پارٹی سے ہے نے سوال کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے حضور انور کی پارلیمنٹ میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ مَیں اسی سوال کو آگے لیکر چلنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ بعض اوقات دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اور میں خود بھی دوسروں کا احترام کرتے ہوئے لوگوں سے کہوں گا کہ وہ دوسرے مذاہب کا احترام کریں اور بلکہ جو کسی مذہب پر نہیں ہیں ان کا بھی احترام کریں۔ دوسری طرف میں اس اصول پر بھی یقین رکھتا ہوں جسے ایک فرنچ فلاسفر نے بیان کیا کہ ضروری نہیں کہ میں تم سے متفق ہوں لیکن میں تمہاری آزادی اظہار کے حق کے دفاع کی خاطر مرتے دم تک لڑوں گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہر ایک کے پاس یہ حق ہے کہ وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے Gilder کی طرف سے دیئے گئے ریمارکس اور اخبارات میں چھپنے والے گستاخانہ خاکوں کے بارہ تنقید کا اظہار کیا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خاکہ بنانے والوں یا اسی طرح دوسرے اسلام کے خلاف ریمارکس دینے والوں نے جو بھی کیا وہ ان کا حق تھا یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک آزادیٔ اظہار رائے کا تعلق ہے تو یہ حق آپ کے ملک کے قانون میں موجود ہے اور تقریباً ہر جمہوری ملک میں اس کی اجازت ہے کہ آپ جو کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باوجود یہ کہ آپ کو آزادی اظہار رائے کا حق حاصل ہے، اس آزادی پر کچھ نہ کچھ حد مقرر ہونی چاہئے۔ جب آپ دیکھیں کہ اس کے نتیجہ میں بدامنی پیدا ہوگی اور کسی کو تکلیف پہنچے گی تو وہاں آپ کو کچھ نہ کچھ حد مقرر کرنی پڑے گی۔ لیکن ہم تو اس کے باوجود دوسروں کی طرح ردِ عمل کا اظہار نہیں کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے نزدیک دنیا میں امن کے قیام کی خاطر آپ کو انسانی اقدار کی تکریم کرنی ہوگی اور انسانی اقدار یہی ہیں کہ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں۔ صرف یہ نہ ہو کہ جو آپ کہنا چاہتے یا جو آپ کے ذہن میں آئے آپ آزادی سے اس کا اظہار کردیں۔

ویسے بھی آپ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں تو آپ کوئی بھی اس قسم کی بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچیں گے کہ اس کے نتیجہ میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور معاشرے کا امن خراب ہوسکتا ہے۔

☆اس پر موصوف نے دوبارہ سوال کیا کہ جب آپ فریڈم آف سپیچ پر حد لگائیں گے تو کیا اس حد کو سیاسی رہنما غلط طور پر استعمال نہیں کریں گے؟ اس سے ملک میں بحث ومباحثہ ختم ہوجائے گا۔ اگر آپ فریڈم آف سپیچ پر ایک بھی حد مقرر کردیں تو کہاں کریں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ قانونی طور پر Freedom of speech پر پابندی لگادیں بلکہ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں امن کی اہمیت اور دوسروں کے جذبات کی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اگر ہم یہ احساس پیدا کرلیں تو پھر ہر عاقل شخص کسی دوسرے کے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثابت قدمی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 423)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

متعلق غلط بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچے گا۔ اگر آپ کے نزدیک معاشرہ کا امن سب سے مقدم ہے تو پھر باوجود کہ آپ کو اظہارِ رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے آپ اس قسم کی بات نہیں کریں گے۔ کم از کم جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو کسی کے بارہ میں بھی غلط نہیں کہوں گا۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے معاملات میں۔ اپنے گھر میں اگر آپ اپنی بیوی کے جذبات کو تکلیف پہنچائیں گے یا اپنے بھائی کے یا کسی اور کے تو اس کے نتیجہ میں گھر میں بدامنی پیدا ہو جائے گی اور آپ کہیں گے کہ کاش میں نے اس طرح نہ کیا ہوتا تو حالات بہتر ہوتے۔ تو یہ سب آپ کی سوچ پر منحصر ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ آپ آزاد ہیں اس لئے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر Semitism کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ یہود کے خلاف نہیں بول سکتے۔ دوسری جنگ عظیم میں کیا ہوا تھا ؟ ہر شخص کا حق ہے وہ کچھ بھی کہے لیکن اس کے باوجود بالعموم ان کے خلاف بات کرنا ناپسند کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض ایسے ممالک ہیں جہاں آپ یہود کے خلاف بولیں یا جو ہوا تھا اس کے بارہ میں بات کریں تو قانون آپ کی پکڑ کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ حدیں تو قانون نے پہلے ہی مقرر کی ہوئی ہیں۔

☆اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Pieter Omtzigt جن کا تعلق کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے انہوں نے کہا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امن کے فروغ کے بارہ میں آپ کے خطاب پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ موصوف نے پوچھا کہ اس وقت مڈل ایسٹ میں سیریا اور عراق میں مذہب کے نام پر ظلم کئے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح پاکستان میں مذہب کے نام پر احمدیوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اس قتل و غارت اور ان مظالم کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور ان مظالم کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اس وقت جو سیریا اور عراق میں ہو رہا ہے تو ان کی لڑائی حکومت اور باغیوں کے درمیان ہے۔ انہیں باغی بھی کہا جاتا ہے اور بعض لوگ انہیں حریت پسند بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ وہاں کی موجودہ قیادت اور حکومتوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن افریقن کو اسلحہ اور سامان حرب فراہم کیا جا رہا ہے اور ان کی مالی طور پر بھی امداد کی جا رہی ہے۔ ان ممالک میں ہتھیاروں کی کوئی فیکٹریاں تو نہیں ہیں۔ گو کہ ان کے پاس تیل موجود ہے لیکن اس جنگ کو جاری رکھنے کے لئے کافی فنڈنگ نہیں ہے۔ اگر آپ ان لوگوں پر پابندیاں عائد کر دیں تو ان کے تیل کے ذخائر عالمی مارکیٹ میں فروخت نہیں ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے واضح طور پر بتایا تھا کہ اگر آپ باغیوں پر اور حکومت دونوں پر پابندیاں لگا دیں اور جب تک یہ دونوں فریق ایک پر امن حل کی طرف نہیں آجاتے اس وقت تک بڑی طاقتیں ان کی مدد نہ کریں۔ اگر آپ روس پر پابندیاں لگا سکتے ہیں اور ان کی اقتصادیات کو تباہ کر سکتے ہیں یا کسی حد تک ان کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں تو پھر داعش کی حکومت کو کیوں نہیں روکا جا سکتا؟ وہ لوگ کہاں سے فنڈ حاصل کر رہے ہیں؟ اور اپنا اسلحہ کہاں سے لے رہے ہیں؟ یہ تو آپ سیاست دانوں کا کام ہے کہ اس کو کیسے روکا جائے۔

☆موصوف نے اسی حوالہ سے کہا کہ ہم یہ کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ کے خیال میں یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جو باغی مغربی ممالک سے مدد حاصل کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے سیاسی مقاصد ہوں گے لیکن وہ لوگ پھر بھی اسلام کے نام پر ہی جنگ کر رہے ہیں اور اسلام کے نام پر خلافت قائم کی ہے۔ اور لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ان کے سر قلم کر رہے ہیں اور اقلیتوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہ زائد ٹیکس ادا کریں اور انہیں مساوی حقوق نہیں دیئے جا رہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ان کے اعمال کا تعلق ہے جیسے آپ نے کہا کہ وہ لوگوں کے سر قلم کر رہے ہیں تو یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے کیونکہ وہ صرف ان لوگوں کے سر نہیں قلم کر رہے جن کا تعلق دیگر مذاہب سے ہے یا پُرانے قبائل سے ہے بلکہ وہ تو ان مسلمانوں کے بھی سر قلم کر رہے ہیں جن کا تعلق ان کے فرقہ سے نہیں ہے۔ تو یہ سب غیر اسلامی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کی فنڈنگ روک دی جائے اور ان کے خلاف مضبوط پُرعزم کارروائی کی جائے تو وہ اس طرح لوگوں کے سر قلم نہ کر پائیں۔ اب یہ مسئلہ صرف سر قلم کرنے تک نہیں رہا بلکہ مزید بڑھ رہا ہے اور اس سے آگے چلا گیا ہے۔ اب روس بھی شام میں داخل ہو گیا ہے اور انہوں نے وہاں اپنا ہوائی اڈا قائم کر لیا ہے اور فضائی حملے کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ زمینی طور پر فوجوں کو بھیجیں۔ ابھی آج یا کل ہی ترکی کے بارڈر کے پاس انہوں نے ہوائی حملہ کیا ہے اور NATO نے بھی سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اب یہ جنگ ان ممالک کی سرحدوں سے باہر نکل رہی ہے اور مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔ اگر روس اور امریکہ کے بیچ براہ راست حملہ ہوتا ہے یا NATO کا کوئی اور ملک اس میں شامل ہوتا ہے تو دنیا عظیم تباہی کی طرف چلی جائے گی۔ اور یہی چیز میرے لئے سب سے زیادہ تشویش کا باعث ہے۔ تو جہاں تک سر قلم کرنے کا تعلق ہے تو یہ غیر اسلامی فعل ہے۔ اس کا ثبوت نہ تو قرآن سے ملتا ہے اور نہ ہی رسول کریم ﷺ کی احادیث سے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی جائے تو آپ اس صورتحال کو روک سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بار پھر میں کہوں گا کہ یہ بڑی طاقتوں کا فرض ہے۔ یا تو ان کے ہمسایہ مسلمان ممالک کو مدد فراہم کریں کہ وہ داعش کے خلاف کارروائی کریں یا پھر کم از کم ان کی فنڈنگ ہی روک دیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ فنڈز کے بغیر اور اسلحہ اور سامانِ حرب کے بغیر کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ یہ سب کچھ خود نہیں بنا رہے۔ وہ لوگ خفیہ طور پر مغربی ممالک سے ہتھیار خرید رہے ہیں، مجھے نہیں پتہ کہ وہ یہ کس طرح کر رہے ہیں لیکن لگتا یہی ہے کہ وہ خفیہ طور پر کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کی خرید کے معاہدات Offshore ہوتے ہیں۔ پس آپ اگر ان لوگوں پر حقیقی پابندیاں لگائیں تو آپ ان لوگوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ لوگوں کے سر قلم کرنا اور اس طرح کی دوسری باتیں اب تو معمولی بن کر رہ گئی ہیں اور بڑی مصیبت جو سامنے نظر آ رہی ہے وہ مختلف blocks کا بننا ہے۔ آپ کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

☆اس کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ Mr Sjoerd Sjoerdsma صاحب جو کہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر ہیں نے کہا کہ ہمیں اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے تفصیل سے آگاہ کرنے کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی امن اور انسانی حقوق کے لئے کوششوں کی قدر کرتا ہوں۔ سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممالک میں جو نوجوان متاثر ہو کر دیگر ممالک میں جا رہے ہیں اور انتہا پسندوں کے ساتھ مل رہے ہیں، ان نوجوان مرد و خواتین کو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ مغرب میں نوجوان افراد جو انتہا پسند بنتے جا رہے ہیں اور سیریا اور عراق جا رہے ہیں اور IS حکومت یا جو بھی اسے کہتے ہیں، اس حکومت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ یہ تمام مایوس اور بے چین افراد ہیں۔ 2008 میں جو معاشی بحران آیا تھا تو اس میں بہت سے نوجوان مایوسیت کا شکار ہو گئے تھے۔ صرف یوکے میں ہی 2.6 ملین افراد اس بحران کے باعث بے روزگار ہوئے اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی لاکھوں افراد متاثر ہوئے۔ جو افراد یہاں سے متاثر ہو کر جا رہے ہیں ان میں سے بڑی تعداد اُن افراد کی ہے جو ایشیا کے ممالک سے آنے والے مہاجرین ہیں اور بدقسمتی سے یہ مسلمان بھی ہیں، تو مختصراً یہ بتاتا ہوں کہ ان افراد میں مایوسی تھی اور جب ان افراد کو ان تنظیموں کی جانب سے بڑی رقوم کے معاوضے کی پیشکش ہوئی تو وہ متاثر ہو گئے۔ تو یہ صرف مذہبی وجہ نہ تھی بلکہ معاشی وجہ بھی تھی۔ اگر انہیں یہاں نوکریاں دی جاتیں تو میرا خیال ہے کہ ان میں سے آدھے افراد یہاں رہ جاتے۔ یوکے میں Jobs کا نظام کافی بہتر کیا گیا ہے لیکن اس سے سب سے کم فائدہ اُٹھانے والے نوجوان ہیں۔ تو جب ان نوجوانوں کو بھاری رقوم کی پیشکش کی گئی تو یہ متاثر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کو ماہانہ 4 سے 6 ہزار ڈالر دیئے جاتے ہیں۔ میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ یہ فنڈز کہاں سے آ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب صورت حال تبدیل ہو گئی ہے۔ اب انٹرنیٹ کے ذریعہ افراد کو گھیرا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ شام، عراق جانے کی بجائے اپنے اپنے ممالک میں رہ کر ہی ہمارے ایجنڈے پر کام کرو۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگلا حملہ سائبر حملہ ہوگا۔

اب یہ ایک بہت بُرا چکر چل پڑا ہے۔ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ صرف ایک ہی حل ہے کہ اس کو جڑوں سے ختم کیا جائے۔ ورنہ وہ جائیں یا نہ جائیں مغربی دنیا کے لئے وہ بہت بڑا خطرہ ہیں۔ اب سیریا سے مہاجرین آ رہے ہیں اور is کے نمائندہ نے یہ بیان دیا ہے کہ ہر پچاس سیرین مہاجرین میں ایک is کا اہم رکن ہوتا ہے۔ تو ایک اہم وجہ معاشی وجہ ہے۔ پھر یورپ کے مقامی باشندے radicalize ہو رہے ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ افراد ایشین افراد سے زیادہ سفاک ہیں۔ تو واحد راہ یہی ہے کہ ان کی فنڈنگ اور سپلائی کو ہر حال میں ختم کیا جائے۔

اس کے بعد Mr Harry Van Bommel جو کمیٹی برائے امورِ خارجہ کے قائم مقام چیئرمین ہونے کے ناطے اس پروگرام کی میزبانی کر رہے تھے، نے کہا کہ آخری سوال احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے حوالہ سے ہے۔ بہت سے ممالک میں ان پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور خاص کر مسلمان ممالک میں، جن میں پاکستان اور سعودی عرب سرِ فہرست ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان مظالم کے حوالہ سے ہمیں بطور یورپین پارلیمنٹیرینز کے کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ آج کل ہر جگہ جمہوریت ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ محدود قسم کی جمہوریت یا جمہوریت کی تبدیل شدہ قسم ہے اور یہ ممالک مغربی ممالک سے مدد لیتے ہیں۔ تو جہاں کہیں بھی آپ ظلم ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کی حکومتوں سے رابطہ کریں۔ یہ نہیں کہ صرف احمدیوں پر مظالم ہو رہے ہیں بعض جگہوں پر عیسائیوں اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں پر بھی مظالم ہو رہے ہیں۔ تو ایک یہی راہ ہے کہ حکومتوں سے رابطہ کیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ اپنے قوانین اس نہج پر بنائیں کہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے اور ہر فرد کو آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ مذہب حاصل ہو۔ بعض ممالک ایسے ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں، لیکن قرآن کریم تو کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اگر دین میں جبر نہیں ہے تو پھر ظلم کیوں کئے جا رہے ہیں۔ تو ان پر اگر آپ دباؤ ڈالیں تو حل نکل سکتا ہے۔ یہ صرف احمدیوں کا مسئلہ نہیں ہے، دیگر بہت سے افراد کا مسئلہ ہے جن کے حقوق سلب کئے جاتے ہیں۔ ایسے سب افراد کی مدد کرنی چاہئے۔

اس کے بعد موصوف ممبر آف پارلیمنٹ Harry Van Bommel نے پروگرام کے آخر میں کہا: آپ کا بہت شکریہ۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارن افیئرز کی جانب سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہم سے خطاب کیا۔ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مجھے علم ہے کہ ابھی آپ مزید چند دن تک ہالینڈ میں ہی ہیں۔ میں آپ کے مقصد میں کامیابی کے لئے نیک خواہشات رکھتا ہوں اور ہم ایک دن پھر آپ کو پارلیمنٹ میں دیکھنا چاہیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ سب کا بھی بہت بہت شکریہ۔

تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران پارلیمنٹ کو تحائف عطا فرمائے۔

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔‘‘ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 8 مئی 2015)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’اللہ کے فضلوں کو حاصل کرنے کیلئے پہلا اور انتہائی اہم قدم نمازوں میں خشوع پیدا کرنا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے اس کی رحیمیت کے حصول اور اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 10 اپریل 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین ننگل باغبان، قادیان

بعد ازاں ممبران پارلیمنٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی Mr harry van bommel نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پارلیمنٹ کی بعض عمارات کا تعارف کروایا۔ اس دوران بھی پارلیمنٹ کے بعض ممبران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصاویر بنواتے رہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کے بیرونی صحن میں تشریف لے آئے۔ پارلیمنٹ کی اس تقریب میں شرکت کرنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر ممالک سے آنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر حکام اور مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتیں کیں۔ سبھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی۔ یہاں بھی ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ اس دوران چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی حضور انور کے ساتھ کھڑے رہے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کی عمارات سے ملحقہ ہوٹل "NIEUWS POORT" تشریف لے گئے۔ جہاں بعض مہمانان کرام سے ملاقات اور بعد میں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں کے لئے ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل تشریف لے آئے جہاں باری باری بعض مہمان آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرتے رہے۔

دشمن اسلام W.GIERET GILDER کی پارٹی کے ایک ممبر ARNOUD VAN DOORN حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے آئے۔ موصوف نے 2013 میں اسلام قبول کر لیا تھا ان کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت شہرت حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ حضور انور سے ملنا چاہتے ہیں اور تصویر لینا چاہتے ہیں تا مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائیں کہ تکفیر بازی سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہمیں دوسروں کے ساتھ Dialogue میں رہنا چاہئے۔

موصوف نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میری رہنمائی فرمائیں کہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے کس طرح رہنمائی حاصل کروں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنے ساتھیوں کو بھی بتائیں کہ قرآن کریم سے رہنمائی لیں۔ قرآن کریم کی 5 VOLUME COMMENTRY پڑھیں۔ اس سے آپ کو بہت رہنمائی ملے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے نمونہ پر چلیں۔ قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جو سب سے بہتر ہے۔ اس کا مطالعہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق ہی ہیں۔

جب حضرت عائشہؓ سے عرض کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارہ میں بتائیں، حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ **کان خلقه القرآن**۔ پس آپ کو قرآن کریم میں ہی ہر بات کی رہنمائی ملے گی۔

ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع Dr.W.F VAN EEKELEN صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔ یہ ایک بزرگ سیاستدان بھی ہیں اور ان کا تعلق لبرل پارٹی سے ہے۔

موصوف نے سوال کیا کہ ہم مسلمان ممالک اور مسلمان گروپس کو دیکھتے ہیں وہ آپس میں تقسیم ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف کام کر رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا۔ ہر گروپ کا اپنا اپنا مفاد ہے۔ اس کے مطابق چل رہے ہیں قرآن کریم کی تعلیم کو چھوڑ دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے اسی وجہ سے آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔

جب تک مسلمان ممالک اور تنظیموں کی لیڈر شپ کو گائیڈ نہ کیا جائے ان کی سوچوں کو صحیح نہ کیا جائے اچھا نتیجہ نہیں مل سکتا۔ یہ گروپس بڑی طاقتوں سے فنڈز حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے کنٹرول سے باہر ہیں۔ انہی سے پھر طالبان اور القاعدہ جیسی تنظیمیں بنی ہیں۔ مسلمان لیڈروں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ضروری ہے۔ اسلامک آرگنائزیشن کو اس سلسلہ میں کام کرنا چاہئے۔

ہالینڈ میں متعین سپینش ایمبیسی کے ایمبسڈر Mr.FERNANDO ARIAS GONZALEZ بھی آج کے پروگرام میں شریک تھے۔ موصوف حضور انور سے ملنے آئے۔ موصوف نے عرض کیا کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ آج حضور کا خطاب سنا۔

حضور انور نے فرمایا آپ کی ڈیموکریسی دوسرے ممالک کی نسبت بہت بہتر ہے۔ آپ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اس پر سپینش ممبران پارلیمنٹ نے عرض کیا کہ اس سال دسمبر میں ملک میں انتخابات ہو رہے ہیں۔ ایسے لگ رہا ہے کہ کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کرے گی۔ دوسری پارٹیوں سے مل کر حکومت بنانی پڑے گی۔

البانیا سے ILIP HOXHOLLI صاحب مشیر اعلیٰ میئر ترانہ اور ILIR DIZDARI صاحب صدر نیشنل کلٹ کمیٹی البانیا اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ان دونوں نے بھی حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی اور حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ ہم دونوں کا تعلق ایسے ملک سے ہے جہاں مذہبی آہنگی ہے۔ ہمارے آباء و اجداد نے اس خلق کو صدیوں سے قربانی کر کے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو اپنے بچوں تک پہنچائیں۔ مذہب ایک عمارت کی طرح ہے ہر کوئی اس میں اینٹ ڈالتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا یہی ہمارا مقصد ہے کہ ہم سب محبت کے ساتھ رہیں اور رواداری اور بھائی چارہ کا معاشرہ قائم کریں۔ ان ممبران نے کہا کہ ہم آپ کو گارنٹی دیتے ہیں کہ البانیا میں ہر مذہب کے لئے برابر جگہ ہے۔ ہم حضور انور کے لئے دل سے احترام کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کا شکریہ کہ آپ دونوں یہاں آئے۔ خدا کرے کہ جس طرح البانیا میں مذہبی آزادی قائم ہے اسی طرح ہمیشہ قائم رہے تو ایک قوم بن کر آگے ترقی کر سکتے ہیں۔

مہمانوں سے ملاقاتوں کا یہ پروگرام چھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے آئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

آج ہالینڈ پارلیمنٹ میں منعقد ہونے والی تقریب میں 89 سرکردہ حکام شامل ہوئے جن میں ہالینڈ پارلیمنٹ کے ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ سپین، آئرلینڈ، سویڈن، کروشیا، مونٹینگرو، البانیا، فرانس، سوئٹزرلینڈ، بیلجئم، جرمنی، انڈیا، فلپائن، ڈنمارک اور سائپرس سے بعض ممالک کے ممبران پارلیمنٹ اور بعض ممالک کے ایمبسڈرز اور بعض دیگر سرکاری حکام اور نمائندے شامل ہوئے۔ یو ایس اے کی ایمبیسی سے ان کی پولیٹیکل آفیسر شامل ہوئیں۔

ان سبھی احباب نے ڈنر میں شرکت کی۔ ڈنر کے پروگرام کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر مسجد مبارک ہیگ تشریف لائے اور ساڑھے آٹھ بجے نماز مغرب و عشا جمع کر کے پڑھائی۔

پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کے بعد 9 بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک ہیگ سے نن سپیٹ کے لئے روانہ ہوئے ایک گھنٹہ 25 منٹ کے سفر کے بعد نن سپیٹ میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پارلیمنٹ کی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطاب فرمایا اور ممبران پارلیمنٹ کے سوالات کے جوابات دیئے اس کا ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں کے تاثرات

FOREIGN AFFAIR COMMITTEE کے قائم مقام چیئر مین HARRY VAN BOMMEL (جنہوں نے اس تقریب کی میزبانی کی) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں بہت سے دوسرے ممبران پارلیمنٹ نے کہا ہے کہ یہ پروگرام کس طرح سے منعقد کروالیا۔ یہ پروگرام ان کی امید سے بہت زیادہ کامیاب رہا ہے اور اب اس کے دُور رس نتائج نکلیں گے۔ خلیفۃ المسیح نے اپنا پیغام بہت مؤثر انداز میں دیا۔ ہالینڈ کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کو اسلام کا یہ امن پسند چہرہ بھی دکھایا جائے۔ ان کو اس پیغام کی ضرورت ہے۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ پارلیمنٹ کی یہ تقریب پہلا قدم تھا۔ اب ہم مزید ایسے پروگراموں کا انعقاد کریں گے۔

ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع Dr. W F VAN EEKELEN نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

خلیفۃ المسیح کے پیغام سے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور انور بار بار ہالینڈ تشریف لائیں تاکہ لوگوں کے دل سے اسلام فوبیا (اسلام کا خوف) نکل جائے۔ پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر حضور انور کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔

وزارت دفاع کے دو انجینئرز MR LEO HAKKAART اور MARTIN OOSTENBRINK اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک غیر معمولی پروگرام تھا اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم اس اہم پروگرام میں شریک ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت پُر اثر تھا جس سے ان کو اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے۔

GLOBAL HUMAN RIGHTS DEFENCE کی دو ممبر خواتین NAZLI TUNCAY اور RADJNIE GOWRI صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

دنیا میں امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضور انور کا پارلیمنٹ میں دیا جانے والا پیغام تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جائے۔

اس تقریب میں ہالینڈ میں متعین سپین کے ایمبسڈر MR FERNANDO ARIA GONZALEZ بھی شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حکمت و دانائی سے بہت متاثر ہوا ہوں بالخصوص جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریڈم آف سپیچ، برداشت اور دوسرے مذاہب کے لئے عزت و احترام جیسے حساس سوالات کے جوابات دیئے وہ بہت پُر حکمت تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر کے دوران برداشت، مذہبی آزادی اور اخوت کے بارے میں جو باتیں بیان فرمائیں میں ان کی پُر زور حمایت کرتا ہوں۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور دنیا کے امن کے لئے ان اقدار کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ JOSE MARIA ALONSO صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ موصوف نے کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انسانیت کے لئے امن، آزادی اور خدا تعالیٰ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے اس سے محبت کا پُر کشش پیغام سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ایک ایسی دنیا کے لئے جہاں جنگوں اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے مظالم میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس قسم کے امن کے پیغام پر ہم کو مشکور ہونا چاہئے۔ آج پہلے سے بڑھ کر ان سب لوگوں کو جو امن چاہتے ہیں اور مذہب پر عمل کرتے ہیں انہیں متحد ہو جانا چاہئے۔ ہمیں ان باتوں پر توجہ دینی چاہئے جو ہمارے

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز
098154-09445

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مابین یکساں ہیں بجائے اس کے کہ ہم اپنے درمیان پائے جانے والے تضادات پر زور دیں ۔ میں آپ سب کو السلام علیکم کہوں گا۔

سپین کے ایک اور ممبر آف پارلیمنٹ MR JUAN ANTONIO ABAD بھی اس تقریب میں شامل ہوئے ۔انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میرے لئے امن کے بارے جماعت کا پیغام سننا بالخصوص حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سننا بہت اچھا تجربہ تھا۔سب سے بڑھ کر حضورانور کے قریب جانا اور ان سے ملنا میرے لئے نہایت فخر کی بات ہے۔

آج کل دنیا کے جن مخدوش حالات میں ہم رہ رہے ہیں وہاں امن کا پیغام دینا بہت ہی اہمیت کا حامل ہے ۔ہمیں اس طرح کی تقاریب میں مزید اضافہ کرنا چاہئے تا کہ ہم وہ راستہ تلاش کریں جس پر ہم دوسروں کی بھلائی کی خاطر متحد ہو جائیں ۔ ہمیں جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اس امن کے راستہ پر چلنا چاہئے جس کی آج دنیا کو تلاش ہے۔اس تقریب میں شامل کرنے پر میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

اس تقریب میں MONTENEGRO سے بھی تین احباب پر مشتمل وفد شامل ہوا تھا۔ان میں ایک ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ MR DRITAN ABAZOVIC صاحب تھے۔موصوف نے کہا کہ: یہ تقریب جماعت کے لئے ایک بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس کے عالمی سربراہ وخلیفہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم نہایت اعلیٰ سطح پر پیش کی ہے۔ہالینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کے سوالات نہایت جارحانہ تھے لیکن حضورانور کے جوابات نہایت مدلل اور حقائق پر مبنی تھے۔ اور یہ حضور انور کی جرأت اور خود اعتمادی کی واضح دلیل ہے۔موصوف نے کہا کہ آج کی پُرخطر دنیا میں ایسی تقریبات کی اشد ضرورت ہے۔

ہالینڈ میں ہونے والے پروگرام میں سوئٹزرلینڈ سے BISHOP Dr. AMEN HOWARD بھی شامل ہوئے تھے ۔یہ SANCTUARY PRAISE INTERNATIONAL CHURCH GENEVA کے BISHOP ہیں ۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: اپنے نقطۂ نظر سے میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ عمومی طور پر یہ کانفرنس کامیاب رہی کہ انتظامیہ نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور حضرت عزت مآب نے سوالات کے بڑے پختہ انداز میں جوابات دیئے ۔اس سے آپ کی سخت سوالات کے جواب دینے کی قابلیت بھی اُبھر کر سامنے آئی کہ آپ سیاست دانوں کے انگیخت کرنے والے سوالات کے بڑے متحمل انداز میں معین جواب دے رہے تھے۔ حضرت عزت مآب کا اپنے جوابات میں حسِ مزاح اور پُر سکون انداز قابلِ ستائش ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ حقیقتاً امن کے پیامبر ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان عالمی سطح پر امن قائم کرنے کی جستجو میں آپ کے شریک ہو جائیں۔

جرمنی کے شہر آخن سے RENATE MULLER DREHSEN جو کہ پیشہ کے لحاظ سے آرٹسٹ ہیں اور پارٹ ٹائم ٹیچر کے طور پر بھی کام کرتی ہیں ،بھی اس پروگرام میں شریک تھیں ۔اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا: یہ فنکشن امن ومحبت کا پیغام دے رہا تھا۔ میرا تاثر ہے کہ خلیفہ امن کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں ۔خلیفہ کے اس خطاب سے ایک بات جو معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بڑی جاندار بات کرتے ہیں اور آپ کے نظریات بہت وسیع ہیں۔

آخن شہر کی ممبر ڈیموکریٹک پارٹی HERR LOTHAR LIPPERT نے کہا: خلیفہ کا خطاب بہت ہی عمدہ تھا۔انہوں نے ہماری سوچوں کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔

جرمنی سے FRAU ALLA KATANSKI جو کہ USAS SPD چیئرمین ہیں ،بھی اس پروگرام میں شریک تھیں ۔ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: حضور کے وجود میں جاذبیت ہے۔آپ کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بہت عاجز انسان ہو۔آپ کا انداز بیان بہت ہی نرم ہے۔خلیفہ کے سامنے کھڑے ہونا ایک عجیب تجربہ تھا۔ یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ خلیفہ نے میرے لئے وقت نکالا اور میرے بارے میں پوچھا۔سیاست دانوں کے سوالات کے جوابات خلیفہ نے بڑے تحمل سے دیئے۔ یہ جوابات بہت ہی مدلل اور معین تھے۔

پروگرام میں ایک مہمان LOLITTA اور ان کی بیٹی MAREIKE BUCKEN بھی شامل تھیں۔ LOLITTA صاحبہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں : میری بیٹی MAREIKE اور میرے لئے خلیفہ کے سامنے کھڑا ہونا اور انہیں سلام کرنا دل ہلا دینے والا تجربہ تھا۔ہم نے پہلے بھی آپ کو دیکھا ہوا ہے لیکن اتنے قریب سے آج پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں ۔آپ کا دیدار ہم دونوں کے لئے تسکین کا باعث ہے ۔ ایسے موقعوں میں شامل ہونا ہمیشہ دلچسپ ہوتا ہے اور ایسے فنکشن میں شامل ہونے سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ میری بیٹی کہتی ہے کہ خلیفہ جب ہال میں تشریف لائے تو ماحول ہی بدل گیا۔آپ کے وجود میں ایک خاص قسم کی کشش ہے ۔یہ میں نے خود بھی محسوس کی اور یہ احساس میں کبھی نہیں بھولوں گی۔

ملک کروشیا سے بر سر اقتدار پارٹی سوشل ڈیموکریٹ کے ایک ممبر پارلیمنٹ PAND EK DRAZENKO ڈچ پارلیمنٹ کی تقریب میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

خلیفۃ المسیح نے اسلامی تعلیمات کو بڑے ہی واضح اور موثر رنگ میں بیان کیا۔دنیا میں امن کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات بہت موثر ہیں ۔اگر تمام مسلمان ان تعلیمات پر صدق دل سے عمل کریں تو دنیا امن کا گہوارا بن سکتی ہے۔

FREEDOM OF EXPRESSOIN کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے جو دوٹوک مؤقف دیا وہ بہت ہی متاثر کن تھا۔

خصوصاً HOLLOCOST کے بارہ میں بعض ممالک میں جو پابندیاں ہیں اس کے حوالہ نے ان کے مؤقف کو مزید تقویت دی ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ہوئے ہیں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے پاکستان پر براہ راست تنقید سے گریز کیا اور عمدہ انداز میں حقیقی اسلامی تعلیم پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین کی جو بہت ہی متاثر کن تھی۔

جماعت احمدیہ کے سربراہ نے دہشت گردوں کو مہیا کئے جانے والے ہتھیاروں پر پابندی اور ان کی فنڈنگ روکنے پر جو مؤقف دیا وہ بہت ہی حقیقت پسندانہ تھا۔ واقعی اگر دنیا کے طاقتور ممالک ان نکات پر سنجیدگی اور دیانت داری سے عمل کریں تو دنیا امن کی طرف لوٹ سکتی ہے۔

سویڈن سے ممبر پارلیمنٹ MR BENGT ELIASSON بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: مجھے حضورانور کے خطاب نے بہت متاثر کیا ہے ۔حضورانور نے ایک مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجھوڑا ہے۔حضورانور کے خطاب میں صرف سچائی ہی سچائی تھی۔کوئی بھی مصلحت نہیں تھی۔ امن ،انصاف ،برداشت ،انسانیت ،محبت اور بھائی چارہ سے متعلق حضورانور نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے۔

فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران کی طرف سے آزادی اظہار سے متعلق سوالات پر حضورانور کے جوابات مدلل اور فراست سے بھرپور تھے ۔ یہودیوں کا ریفرنس دینے سے بھی وہ حضور کا اشارہ نہیں سمجھے جبکہ ہمارے ملک سویڈن میں یہودیوں کا بیج لگانا قانونی طور پر منع ہے اور لگانے پر سزا اور جرمانہ ہے۔حضورانور کا جواب حکمت فراست سے بھرپور تھا۔

البانیا سے مشیر اعلیٰ میئر ترانہ وسابق صدر کلٹ کمیٹی ILIR HOHOLLI بھی اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ ایسے عظیم الشان طریق پر اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے ۔امام جماعت احمدیہ نے نہایت اعلیٰ پیرایہ اور بہت ہی دلکش انداز میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑے تحمل اور اعتماد کے ساتھ بہت ہی موثر اور پُر معارف جوابات دیئے ہیں۔ امن کے قیام کے لئے امام جماعت احمدیہ کی کاوشیں قابل تعریف ہیں۔

DHV PETER KINGMA ایمسٹرڈم کی فری یونیورسٹی میں بدھ ازم ،اسلام اور دوسرے مذاہب کے ماہر ہیں ۔موصوف پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہوئے ۔موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ : خلیفۃ المسیح نے اسلام کی امن کے حوالے سے تعلیم کا جس واضح انداز میں ذکر کیا ہے اس سے انہیں اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ان کے انٹر فیتھ ڈائیلاگز کے پروگراموں میں جماعت کی نمائندگی ناگزیر ہے ۔ اب جماعت کو ہمارے پروگراموں میں ضرور شریک ہونا چاہئے تا کہ اسلام کی اصل اور حقیقی تصویر ہمارے سامنے آسکے۔

انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیشن کے یورپ کے لئے ایمبسڈر مسٹر خالد چوہدری نے کہا کہ حضور نے بہت واضح طور پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں پیش کیا۔بعض پارلیمنٹیرینز نے کافی کوشش کی کہ حضور انور پاکستان میں احمدیوں کی ہونے والی پرسیکیوشن کے حوالے سے پاکستان کے بارہ میں کوئی کمنٹس دیں۔لیکن حضورانور نے ان کو بتایا کہ اقلیتی گروہوں کے حقوق کی خلاف ورزی دنیا کے مختلف ممالک میں ہو رہی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام جگہوں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔موصوف نے کہا اس لحاظ سے میں حضرت اقدس کی عظمت کا قائل ہو گیا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

✡ خاکسار کے بیٹے مکرم لئیق احمد بٹ صاحب کا نکاح مکرمہ مسرّت منظور صاحبہ آف رشی نگر کشمیر کے ساتھ اکاسی ہزار روپے حق مہر پر ہوا۔مورخہ 6/اکتوبر 2015 کو شادی کی تقریب عمل میں آئی۔رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد رفیق بٹ، رشی نگر کشمیر)

دعائے مغفرت

✡ خاکسار کا بڑا بیٹا عزیزم سید مبشر احمد جس کی عمر تقریباً 28 سال تھی شوگر کے علاوہ اور کئی بیماریوں سے لمبے عرصہ سے بیمار چلا آ رہا تھا۔اچانک مورخہ 9/اکتوبر 2015 بروز جمعہ قادیان نور ہسپتال میں صبح 5 بجے فوت ہو گیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم نیک ،صالح اور بہت ہی ملنسار تھا۔نماز جنازہ مکرم ناظر اعلیٰ صاحب نے پڑھائی ۔بعدہ احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹے کی مغفرت فرمائے اور اسے جنت الفردوس میں جگہ دے۔آمین۔ (سید عارف احمد، موتی ہاری حال مقیم قادیان)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

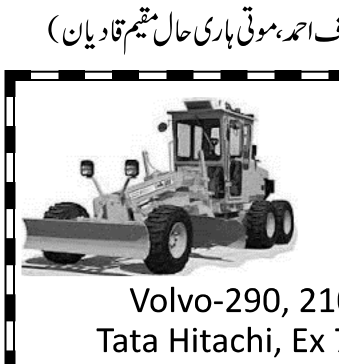
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

عورت کی اہمیت آجکل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داریوں اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے قائم فرمایا

اسلام میں ماں بچوں کی جنت کی یونہی تو ضامن نہیں بنادی گئی۔ماں کی اولاد کی تربیت، اسے نیکیوں پر چلانا، اسے ملک وقوم کا بہترین فرد بنانا، اسے عابد بنانا، اسے دین سکھانا، اسے جان مال وقت کو قربان کرنے کی اہمیت کا احساس دلانے والا بنانا اور پھر اس کے لئے ہمہ وقت اس کو تیار کرنا اور اس کا تیار رہنا یہ چیزیں ہیں جو اس بچے کو جنت میں لے جاتی ہیں

پھر ایسی تربیت کرنے والی ماں جو بچے کا خیال رکھنے والی ہو، اس کی تربیت کرنے والی ہو، اس کو یہ احساس دلانے والی ہو اور ایسی خدمت کرنے والی ہو جو کبھی احسان نہ جتائے تو ایسی ماں پھر خود بھی جنت میں جاتی ہے

اس معاشرے میں رہتے ہوئے دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے، پیسے کمانے کے لئے، صبح سے شام تک گھر سے باہر رہ کر کام کر کے اور شام کو تھک ہار کر گھر آ کر پھر بچوں پر توجہ نہ دے کر انہیں ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دیں

میاں بیوی کو آپس کی رنجشوں کو بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ختم کرنا چاہئے ورنہ بچوں کے بگڑنے کا بہت زیادہ امکان ہے اپنی نسلوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور دونوں میاں بیوی اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کریں

اعتراض کرنے والے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام لڑکیوں کو اپنا رشتہ طے کرنے کی آزادی نہیں دیتا اگر حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں تو یہ اسلام کی تعلیم کا معاملہ نہیں بلکہ بعض ملکوں اور قبائل اور برادریوں کی روایات کا معاملہ ہے

اس زمانے میں حقیقی مومنہ وہی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے۔اس کا یہ عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور رشتے کرتے ہوئے بھی سامنے رکھیں۔اسی طرح احمدی لڑکوں سے میں یہ کہوں گا کہ وہ احمدی لڑکیوں سے رشتے کریں

رشتوں کے بارے میں اسلام لڑکی کی رائے کو اوّلیت اور اہمیت دیتا ہے اور وہ ماں باپ جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنی بچیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں۔سوائے اس کے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رشتوں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، برادری اور پیسے کی وجہ سے رشتوں میں روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں

پردہ کیا ہے؟ یہ حیا کا قائم کرنا ہے۔اگر پردہ کر کے بے حیائی قائم رہتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔اور حیا جسم کو ڈھانپنے میں ہی ہے عورت کی زینت اور خوبصورتی اس کا پردہ ہی ہے جس کا ہر احمدی عورت سے اظہار ہونا چاہئے اور یہ قرآنی حکم ہے

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 22 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل فی زمانہ کسی بھی معاشرے میں، ملک میں عورتوں کی تعداد کے لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ یعنی اس جمہوری دور میں اگر کوئی اہمیت ہے تو اس لئے کہ دنیا داروں کی نظر میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ دنیا کے سیاسی نظام میں ہم دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے ملکوں کے سیاستدان بھی اپنے انتخابات میں، انتخابی پروگراموں میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم عورتوں کے یہ حقوق قائم کریں گے اور وہ حقوق قائم کریں گے۔ پھر عورتوں کی توجہ کھینچنے کے لئے مختلف حیلے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ دنیا دار عورتیں سمجھتی ہیں کہ جو عورتوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں، جن کے وعدے ان سے ہو رہے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اب ترقی یافتہ ممالک میں عورت کی مردوں کے ساتھ برابری کو تسلیم کر لیا ہے اور ہماری تعریفیں جو کسی بھی رنگ میں کی جا رہی ہیں حقیقی تعریفیں ہیں اور ہمارے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس کو حقیقت اور فطرت کے معیار پر پرکھے تو پتا چلے گا کہ اس میں بھی مردوں کے یا سیاستدانوں کے اپنے مفادات کا پلڑا بھاری ہے۔ بیشک عورت نے پڑھ لکھ کر اور معاشرے میں اپنے حقوق کی آواز اٹھا کر، اپنے طرفدار پیدا کر کے جن میں ان کے حقوق کی تنظیمیں بھی شامل ہیں اپنا مقام حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی ان سے امتیازی سلوک ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہوتا ہے۔ اس ترقی یافتہ معاشرے میں بھی سوائے کسی پیشہ ورانہ مہارت کے میدان کے عورت کو عام ملازمت کی صورت میں مردوں سے کم ہی معاوضہ ملتا ہے چاہے وہ کسی بہانے سے کم مل رہا ہو۔ گھروں میں خاوندوں کی سختیوں اور مار پیٹ کا بھی یہاں کی عورت نشانہ بن رہی ہے۔ کہنے کو تو یہاں محبت کی شادیاں ہوتی ہیں، پسند کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد ہی اختلافات اور مردوں کی سختی اور مار دھاڑ کی وجہ سے ساٹھ سے پینسٹھ فیصد تک رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ شادیاں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں۔

پس عورت کی اہمیت آجکل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں۔ غرض کہ یہ اہمیت حقیقی قدر کے علاوہ بہت سی دوسری وجوہات کی وجہ سے ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داریوں اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے قائم فرمایا۔

ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جب ایک عورت صرف اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی سوچ رکھتے ہوئے حاضر ہو کر بے دھڑک ہو کر کچھ سوال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف برابر کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن مردوں کو تو بے شمار ایسے مواقع ملتے ہیں جب ان کی بظاہر ہم پر فضیلت لگ رہی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے سے بعض جگہوں پر بعض کام کر کے آگے نکل رہے ہوتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں جو مردوں پر فرض ہے عورتوں پر فرض نہیں۔ جمعہ اور دوسرے اجتماعات میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں یہ بھی مردوں کے لئے زیادہ فرض ہے۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حج کے بعد حج کرتے چلے جاتے ہیں۔ عورتیں بھی حج کرتی ہیں لیکن مردوں کے حج کرنے کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ سفر کی سہولتوں کی وجہ سے بھی یا دوسری وجوہات کی وجہ سے ان کو زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس عورت نے سوال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کے لئے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کے اموال اور آپ کی اولاد کی حفاظت کرتی ہیں۔ ان کے کپڑے بنتی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتی ہیں۔ پس کیا ہمارا یہ گھروں کی حفاظت کرنا، بچوں کی تربیت کرنا، ہمیں ان نیکیاں کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں جتنے ثواب کا مستحق بناتی ہے۔ یہ سوال ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو یہ نہیں فرمایا کہ تُو کیا باتیں کر رہی ہے۔ گھروں کا خیال رکھنا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینا تجھے کس طرح جہاد جیسے عظیم کام کا ثواب دلوا سکتی ہے۔ بلکہ آپ نے اپنا چہرہ مبارک پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کی طرف موڑا اور فرمایا کہ کیا اس سے زیادہ عمدہ طریق سے کوئی عورت اپنے مسئلے اور معاملے کو پیش کر سکتی ہے؟ صحابہ نے بھی آگے سے یہ نہیں کہا، یہ عرض نہیں کی کہ عورتوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ اپنے گھریلو فرائض کی ادائیگیوں کو ہماری جہاد جیسی بڑی قربانی کے مقابل پر پیش کر رہی ہیں۔ اس لئے حضور ان پر سختی کریں اور سرزنش کریں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی عورتوں کے دماغ ٹھیک کریں۔ بلکہ صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے بڑے کھلے دل سے یہ

اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا تھا کہ عرب کی مظلوم عورت جو اسلام سے پہلے ایک حقیر چیز سمجھی جاتی تھی اور وہ اس طرح مجلس میں آکر بات کرنے اور جرأت سے بات کرنے پر سزا کی مستحق ٹھہرتی تھی آج اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے اس اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی ہے کہ اپنا معاملہ اس خوبصورتی سے پیش کرسکتی ہے۔ ہم تو کبھی یہ گمان بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اُس وقت یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سمجھا ہوگا اور آپ سے فیض یافتہ صحابہ نے بھی سمجھا ہوگا کہ ان اعلیٰ معیار پر پہنچنے والی عورتوں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی فکر کرنے والی عورتوں کی گودوں میں پلنے والی نسلیں یقیناً محفوظ ہوگئی ہیں۔ اور عورتوں کا یہ سوال ان کے اس عمل اور خواہش اور کوشش کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کی نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور رہیں گی اور ان کی کوکھ سے وہ قوم تیار ہورہی ہے جو کبھی اسلام کے جھنڈے کو نیچا نہیں ہونے دے گی۔ بہرحال اس کے بعد آپ اس سوال کرنے والی خاتون جو حضرت اسماءؓ تھیں ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عورت! اچھی طرح سمجھ لے اور جن کی تُو نمائندگی کرنے کے لئے آئی ہے ان کو بھی جاکر بتادے کہ خاوند کے گھر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے والی اور اولاد کی تربیت کرنے والی عورت کو وہی ثواب ملے گا جو اس کے خاوند کو دوسری نیکیاں بجا لانے اور جہاد کرنے سے ملتا ہے۔

(اسد الغابۃ جلد 6 صفحہ 19۔ اسماء بنت یزید الاشھلیہ۔ دار الفکر بیروت 2003ء)

آجکل مسلمان جہاد جہاد کی باتیں کرتے ہیں اور غیر مسلم جو ہیں جہاد کا نام لے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیشک جہاد کے غلط تصور کی وجہ سے بعض مسلمان عورتیں بھی متاثر ہورہی ہیں۔ ان ملکوں سے بھی کاموں کے لئے چلی جاتی ہیں۔ مسلمان ممالک میں نام نہاد جہاد کی تنظیموں میں شامل ہورہی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنے والی، خاوند کی جائداد کی حفاظت کرنے والی کو جہاد جتنا ثواب حاصل کرنے کی خوشخبری دی ہے۔

یہ بھی واضح ہو کہ جہاد جہاں جنگ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہاں ہمیں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ جب دین کو ختم کرنے کے لئے دشمن پہل کرے تو اس کا سختی سے جواب دو، نہ کہ ذاتی خواہشات کی تکمیل اور لوٹ مار کے لئے اور ظلم و بربریت کے اظہار کے لئے۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ اس وقت تو عورت کی اہمیت کی بات ہورہی ہے جو اسلام نے قائم کی۔

پس یہ ہے وہ مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو دلوایا کہ تمہیں کس طرح مردوں جتنا ثواب مل رہا ہے۔ ایک کم علم مسلمان عورت ترقی یافتہ ممالک کے معاشرے میں رہتے ہوئے، ان ملکوں میں رہتے ہوئے پریشان ہوجاتی ہے۔ یا تو جھینپ کر ایک کونے میں لگ کر بیٹھ جاتی ہے یا پھر آزادی کے نام پر اُن جیسا بننے کی کوشش کرتی ہے اور دین سے دُور ہٹتی ہے۔ نہیں جانتی کہ اسلام عورت کو کیا مقام دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عورت کی حقیقی اہمیت اور عزت کا جو مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو دیا اس کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرنے لگ گئے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو عورتوں کو بری لگے اور ہماری شکایت ہو جائے۔ اس بے تکلفی کے دوران کوئی سخت بات کہہ کر کہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجرم بن کر پیش نہ ہوجائیں۔

(ماخوذ از صحیح البخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الوصاۃ بالنساء۔ حدیث نمبر 5187)

اب بتائیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں آزادی کے نام پر لاکھ قانون بنانے کے باوجود کیا مردوں میں کوئی خوف ہے؟ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ عورت اس معاشرے میں رہنے کے باوجود، اپنی آزادی کا نعرہ لگانے کے باوجود گھر میں خوفزدہ ہے۔ اس لئے کہ اگر کہیں ظاہری چوٹیں نظر نہ آئیں تو مرد ظلم کرنے کے باوجود قانون کو دھوکہ دے جاتا ہے۔ اور یہاں بھی گھروں میں، اس یورپین معاشرہ میں بھی، ان مقامی لوگوں میں بھی مار دھاڑ ہوتی ہے۔ یہ صرف ایشین کا ہی شیوہ نہیں ہے۔ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد جس طرح غیر ترقی یافتہ ممالک میں گھر بچانے کے لئے ظلم سہتی ہے، یہاں بھی سہتی ہے۔

مجھے یاد ہے غالباً فرانس میں ایک دفعہ ایک ہوٹل میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ ڈیوٹی والے خدام نے ہمارے لئے لفٹ کا دروازہ کھلا رکھنے کے لئے بیچ میں کھڑے ہوکر انتظار کرنا شروع کیا۔ یہ ایک آدھ منٹ کا معاملہ ہوگا، زیادہ دیر تو نہیں کھڑا ہوا جاسکتا۔ اتنے میں ایک فیملی دو بچے اور میاں بیوی لفٹ میں داخل ہونے لگے تو خادم نے روکنے کی کوشش کی۔ اس عرصے میں ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ میں نے خادم کو کہا کہ انہیں لفٹ میں جانے دو۔ یہ پہلے پہنچے ہیں ان کا حق ہے۔ اور میں نے خاتون کو اشارہ کیا کہ آپ لوگ چلے جائیں لیکن وہ زیادہ بااخلاق تھیں وہ رک گئیں اور خاوند کو بھی اشارہ کیا کہ ہم رک جاتے ہیں ان کو پہلے جانے دو۔ اس پر اس کے خاوند نے اس ظالمانہ طریق پر اسے جھڑکا ہے اور کافی دیر تک برا بھلا کہتا رہا کہ اس بیچاری کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن بولی نہیں۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ کسی یورپین ملک کا شخص ہے۔ کسی بالکل جاہل طبقے کا شخص لگتا تھا اور اس عورت کا جو صبر اور شرمندگی تھی وہ بھی دیکھنے والی تھی اور جو اس کی برداشت تھی وہ بھی قابل قدر تھی۔ اس کا وہ جو برداشت اور صبر میں نے دیکھا ہے اس کا آپ میں سے بھی شاید بہت کم ایسی ہوں گی جو اظہار کرسکیں۔

پس ان کے ہاں آزادی عورت کے حقوق دینے میں نہیں بلکہ عورت کو ننگا کرنے میں ہے۔ لیکن ایک مومنہ عورت جو اپنے آپ کو لجنہ کی ممبر کہتی ہے جس نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی لونڈی بننے کا عہد کیا ہے اس عورت کی آزادی بشرطیکہ جس کا خاوند بھی مومن ہو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ باوجود اللہ کی لونڈی کہلانے کے اس کی آزادی کا مقام، معیار بہت بلند ہے جس کا یہ مغربی لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ لیکن شرط مومن ہونا ہے اور مومنہ ہونا ہے۔ صحابہ اپنی بیویوں سے غلط بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے تو صرف اس لئے کہ وہ ایمان میں بڑھنے والے تھے۔ علم تھا کہ ان کا غلط رویّہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی ناراضگی کا موجب بنے گا تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہوگا۔

عورت کے حقوق کی اہمیت اور اس کی ادائیگی نہ کرنے پر اس زمانے میں ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اِدراک پیدا فرمایا ہے وہ حقیقی اسلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی اہمیت، بیویوں کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں اور جوان کے تمہارے ذمہ ہیں ان کا پتا ہو اور ان کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جو گناہ تمہیں ہونا ہے اس کا پتا ہو تو شاید تم ایک شادی بھی نہ کرو، کجا یہ کہ دو یا تین یا چار شادیوں کی باتیں کرو۔ بیشک خاص حالات میں اسلام میں زیادہ سے زیادہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے لیکن شرائط اتنی سخت ہیں اور ان کو پورا نہ کرنے کا گناہ مرد پر اتنا ہے کہ وہ شاید ایک شادی سے بھی بچے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 63-64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہرحال عورت کا مقام اور اہمیت قائم ہونے کی بات ہورہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اس کو بلندیوں پر پہنچاتا ہے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر چوتھی دفعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا تیرا باپ اور پھر اس طرح قربت کے لحاظ سے باقی رشتہ دار۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب۔ باب بر الوالدین وانھما احق بہ۔ حدیث نمبر 2548)

یہ اس لئے ہے کہ عورت اپنے بچے کی تربیت میں سب سے زیادہ کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی پیدائش پر تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو پالنے میں تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو ہر تھوڑے وقفے کے بعد دودھ پلانا، اس کی صفائی کرنا یہ بہت بڑا کام ہے جو اس کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ غرض کہ اپنے آرام اور اپنی نیند کو وہ قربان کررہی ہوتی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا اس کی اچھی تربیت کرکے اسے معاشرے کا ایک اچھا انسان بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اسلام میں ماں بچوں کی جنت کی یونہی تو ضامن نہیں بنادی گئی۔ ماں کی اولاد کی تربیت، اسے نیکیوں پر چلانا، اسے ملک وقوم کا بہترین فرد بنانا، اسے عابد بنانا، اسے دین سکھانا، اسے جان مال وقت کو قربان کرنے کی اہمیت کا احساس دلانے والا بنانا اور پھر اس کے لئے ہمہ وقت اس کو تیار کرنا اور اس کا تیار رہنا یہ چیزیں ہیں جو اس بچے کو جنت میں لے جاتی ہیں۔ مجھ سے ایک جرنلسٹ نے پوچھا کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ لمبی بات تو نہیں ہوسکتی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ وہ بچے کو ایک تو بہترین تربیت کرکے، اسے معاشرے کا بہترین فرد بنا کر جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے جس سے دو جنّتیں حاصل ہوتی ہیں اس دنیا کی بھی اور مرنے کے بعد کی بھی۔ پھر ماں سے اس کی بچے کی خاطر قربانی کی وجہ سے جو حسن سلوک کا حکم ہے اگر بڑا ہوکر بچہ وہ حسن سلوک ماں سے نہیں کرتا تو ایسے بچے کی جنت میں جانے کی ضمانت نہیں ہے۔ اور پھر ایسی تربیت کرنے والی ماں جو بچے کا خیال رکھنے والی ہو، اس کی تربیت کرنے والی ہو، اس کو یہ احساس دلانے والی ہو اور ایسی خدمت کرنے والی ہو جو کبھی احسان نہ جتائے ایسی ماں پھر خود بھی جنت میں جاتی ہے۔ ماؤں کی خدمت بچے کے لئے کسی انعام یا احسان کے لئے نہیں ہوتی بلکہ ایک قدرتی جذبہ ہے جس کے تحت وہ خدمت کررہی ہوتی ہے۔ اور یہی چیز پھر ماؤں کو جنت میں لے جانے کا بھی باعث بنتی ہے۔ اب بتائیں کہ عورت کو اسلام میں کوئی اہمیت اور حیثیت ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگی کہ میں سمجھ گئی۔ اس جرنلسٹ کو سمجھ آگئی۔

پس مائیں اس اہم نکتے کو سمجھیں اس معاشرے میں رہتے ہوئے دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے، پیسے کمانے کے لئے، صبح سے شام تک گھر سے باہر رہ کر کام کرکے اور شام کو تھک ہار کر گھر آکر پھر بچوں پر توجہ نہ دے کر انہیں ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تو اس کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی ظاہری دنیاوی خواہشات اور جذبات کے لئے اپنی اولاد پر عدم توجہ کرکے ان کو ہلاک نہ کرو۔ اس مغربی معاشرے میں اس بات کو سمجھنا اور بھی آسان ہے۔ جہاں رشتے ٹوٹتے ہیں اور بہت سے بچے سنگل پیرنٹس (single parents) کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کے تحت رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ تعلیم میں کمزور ہوجاتے ہیں۔ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے بری صحبت میں چلے جاتے ہیں۔ نشہ اور دوسری برائیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

پس میاں بیوی کو آپس کی رنجشوں کو بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ختم کرنا چاہئے ورنہ بچوں کے بگڑنے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ مردوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنی خواہشات کے پجاری نہ بنیں۔ اپنی نسلوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور دونوں میاں بیوی اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کریں۔

پھر کہنے والے کہہ دیتے ہیں، اعتراض کرنے والے اعتراض کردیتے ہیں کہ اسلام لڑکیوں کو اپنا رشتہ طے کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔ اگر حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں تو یہ اسلام کی تعلیم کا معاملہ نہیں بلکہ بعض ملکوں اور قبائل اور برادریوں کی روایات کا معاملہ ہے۔ برصغیر پاکستان اور ہندوستان میں قطع نظر اس کے کہ کوئی مسلمان ہے یا ہندو ہے یا سکھ ہے یہ مسئلہ ہمیں نظر آتا ہے۔ اور پھر مذہب کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ برادریوں کے لحاظ سے بھی ذات پات کے لحاظ سے ماں باپ اپنی بیٹیوں کو دوسری برادری اور ذات میں بیاہنے نہیں دیتے۔ یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ کوئی ذات، کوئی برادری کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسلام کہتا ہے کہ رشتوں کے وقت لڑکی کی مرضی کو اہمیت دو۔ بہت ساری لڑکیاں مجھے بعض دفعہ لکھتی بھی ہیں کہ ہمارے ماں باپ صرف اس لئے شادی نہیں کرتے کہ فلاں لڑکا بیشک احمدی ہے لیکن ہماری برادری کا نہیں ہے ہماری ذات کا نہیں ہے یا اس کی ذات کم ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں۔

ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئی کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں مالدار شخص سے کررہا ہے۔ اب یہ نہیں کہ کوئی معمولی آدمی تھا۔ بڑا صاحب حیثیت اور مالدار شخص تھا اس سے وہ رشتہ کررہا ہے۔ اب عام طور پر ایک غیر دیندار لڑکی ہو تو وہ تو کہے بڑی اچھی بات ہے۔ اس کے مال سے میں فائدہ اٹھاؤں گی۔ لیکن وہ حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ فلاں مالدار شخص سے رشتہ کررہا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔ پس ایک تو مجھے وہ شخص پسند نہیں ہے۔ دوسرے میرا باپ جس معیار پر میری شادی اس سے کرنا چاہتا ہے وہ صرف اس کا مال ہے۔ گویا کہ وہ مجھے اس مالدار شخص کے ہاتھ میں بیچ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا تُو آزاد ہے۔ کوئی تجھ پر جبر نہیں کرسکتا۔ تُو جو چاہے کر۔ اس بچی نے عرض کیا مَیں اپنے باپ کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔ مَیں تو صرف آپ سے فیصلہ کروا کر ہمیشہ کے لئے عورت کا حق قائم کرنا چاہتی ہوں۔ اب حق قائم ہوگیا ہے اب خواہ مجھے تکلیف پہنچے۔ مَیں باپ کی خاطر اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔

(سنن النسائی۔ کتاب النکاح۔ باب البکر یزوجھا ابوھا وھی کارھۃ۔ حدیث نمبر 3269)

پس ان لوگوں کے لئے اس میں ہدایت ہے جو بعض دفعہ بے جا سختی کرتے ہیں۔ ایک مومن عورت کو اور خاص طور پر احمدی عورت کو یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس زمانے میں حقیقی مومنہ وہی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے۔ اس کا یہ عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور رشتے کرتے ہوئے بھی سامنے رکھیں۔ اسی طرح احمدی لڑکوں سے مَیں یہ کہوں گا کہ وہ احمدی لڑکیوں سے رشتے کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ پسند کرنے کی جو چار وجوہات بتائی ہیں ان

میں سے ایک دین ہے اور آپ نے فرمایا کہ تم نہ عورت کی خوبصورتی دیکھو نہ خاندان دیکھو نہ دولت دیکھو۔ جو چیز دیکھنے والی ہے وہ دین ہے وہ دیکھو۔

(صحیح البخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الاکفاء فی الدین۔ حدیث نمبر 5090)

پس دیندار لڑکیوں سے رشتہ کریں اور لڑکیوں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دیندار بنیں اور خود اپنے نیک نصیب ہونے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ جماعت میں احمدی بچیوں کے رشتوں کے بہت مسائل ہیں۔ بہت سی ایسی جگہیں پریشانی کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ حل فرمائے اور ان کی پریشانیاں بھی دور فرمائے۔ مَیں تو باقاعدگی سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور ہر ایک کو کرنی بھی چاہئے۔

بہرحال جو بات مَیں کہہ رہا تھا وہ یہ کہ رشتوں کے بارے میں اسلام لڑکی کی رائے کو اوّلیت اور اہمیت دیتا ہے اور وہ ماں باپ جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنی بچیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رشتوں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، برادری اور پیسے کی وجہ سے رشتوں میں روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں۔ بعض بچیاں خط لکھتی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ رشتہ اچھا ہے، احمدی ہے لیکن ماں باپ بعض دفعہ برادری اور خاندان کی وجہ سے یا اپنی ذاتی اناؤں کی وجہ سے، تعلقات کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے باپوں کو بھی عقل دے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے جنہوں نے ہر موقع پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ اسلام کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے اور عورت کے بارے میں اگر بعض احکامات ہیں تو وہ عورت کی اہمیت اور اس کی عزت اور وقار قائم کرنے کے لئے ہیں اس لئے اسے خوش دلی سے تسلیم کرنا چاہئے۔

بعض جگہ لجنہ کی رپورٹس میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ آجکل پردے پر بہت زور دیا جاتا ہے اور لڑکیوں کی طرف سے، بعض نوجوانوں کی طرف سے یہ سوال اٹھتے ہیں کہ ہم پردہ پردہ سُن کے تنگ آ گئی ہیں۔ پردہ کیا ہے؟ یہ حیا کا قائم کرنا ہے۔ اگر پردہ کر کے بے حیائی قائم رہتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حیا جسم کو ڈھانپنے میں ہی ہے۔ عورت کی زینت اور خوبصورتی اس کا پردہ ہی ہے جس کا ہر احمدی عورت سے اظہار ہونا چاہئے اور یہ قرآنی حکم ہے اگر اس کا بار بار زور دے کر ذکر نہ کیا جائے تو کیا یہ کہا جائے کہ بے حیائی بے حیائی کے نعرے لگاؤ؟ مَیں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی احمدی، سچی احمدی عورت یا لڑکی یہ چاہتی ہو کہ اس طرح کے نعرے لگائے۔ پردے کا حکم بھی عورت کی عزت کی حفاظت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ اس بارے میں ایک دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہئے تھی کیونکہ کل جُگ ہے۔‘‘ (اور زمین پر یہ آخری زمانہ ہے) ’’اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بَنوں میں‘‘ (یعنی جنگلوں میں) ’’چھوڑ دیا جائے۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 174)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’قرآن مسلمان مَردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غَضِّ بَصر کریں۔ (صرف عورتوں کو پردے کا نہیں کہتا مردوں کو بھی کہتا ہے) جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔ (اور اب انٹرنیٹ نے مزید اس گند کو اچھال اچھال کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ) اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں سَتر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بیشک جائیں۔ لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ (اپنی نظریں نیچی رکھیں) مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ (عورتوں کو) اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔ (اس کی بنیاد کو کاٹتا ہے)‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 448-449۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ (یہ اس زمانے میں آپ نے کہا جب یہاں بھی حیا کا کوئی تصور تھا۔ اور اب تو بہت ساری جگہوں پر بالکل اٹھ گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے) جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفّت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ اگر یہ آزادی جو ملی ہے اس سے عورت کی عزت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو میں مان لیتا ہوں غلطی پر ہوں) لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 134۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر یہ سب کچھ پابندیوں کے بعد بھی ہوتا ہے تو آزادی کے بعد تو بہت کچھ ہوگا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ حکم بھی جو پردے کا ہے کہ عورت اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھے اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ عورت کی اہمیت کے لئے، عورت کی عزت و وقار قائم کرنے کے لئے ہے۔ کوئی حکم بھی ایسا نہیں کہ عورت کو مردوں سے کم تر اور مردوں سے نچلے درجے کا سمجھ کر اسے حکم دیا جا رہا ہو۔ گھروں میں عورت کی اہمیت ہے۔ بچوں کی تربیت کی وجہ سے عورت کی اہمیت ہے۔ اپنے رشتے طے کرنے کے وقت لڑکی کی رائے کی اہمیت ہے۔ پردے کا حکم ہے تو اس کی اہمیت ہے۔ پس اس کے بعد کسی قسم کی جھینپ یا احساس کمتری پیدا ہونے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

[دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا:]

ایک بات میں انتظامیہ کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایک خاتون یہاں مہمان آئی ہوئی ہیں جو احمدی نہیں ہیں۔ Greece سے آئی ہوئی ہیں۔ انہیں مَیں نے کہا کوئی ایسی بات جو تم نے دیکھی ہو جو کمزوری نظر آتی ہو۔ کیونکہ ابھی جلسے کا ڈیڑھ دن باقی ہے اس لئے انتظامیہ کو بتا رہا ہوں تو کل انہوں نے مجھے بتایا۔ وہ کہنے لگی کہ یہاں جو ڈسٹ بِن (dust bin) رکھے ہوئے ہیں۔ لِٹر بِن (litter bin) رکھے ہوئے ہیں وہ بھرے ہوئے ہیں اور ارد گرد گند پڑا تھا۔ کہتی ہیں ایک جگہ بازار میں کچھ گند باہر گرا ہوا تھا۔ وہ بھرا تھا اور اب ڈال تو سکتی نہیں تھی لیکن مَیں نے اپنا کاغذ اسی گند میں پھینک دیا تو وہاں ایک خاتون، جو بھی تھیں ان کی دکان تھی یا انتظامیہ والی تھیں انہوں نے بڑی سختی سے بڑی rudely مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ جو بھی انتظامیہ ہے یا بازار والی ہیں ان کو اپنے نیک نمونے دکھانے چاہئیں، مہمانوں پر بُرا اثر نہ ڈالیں۔

دوسری بات یہ کہ ان کے پروگرام کے مطابق ابھی کچھ نظمیں دس پندرہ منٹ کے لئے پیش کی جائیں گی اور مجھے پتا ہے گرمی بہت ہے۔ ہر ایک پنکھے جھل رہی ہیں۔ میری اپنی بھی یہ حالت ہے کہ اچکن مَیں نے پہنی ہوئی ہے اور اس کے نیچے میری قمیص پسینے سے بالکل شرابور ہو گئی ہے۔ لیکن ان نظم تیار کرنے والوں کی خاطر دس منٹ اور اس گرمی کو برداشت کر لیں۔ چلیں جلدی سے (شروع کریں)۔ (بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 23/اکتوبر 2015) ☆☆

خدا کا شکر ہے اُس نے گھڑی بختوں کی دکھلائی

مسجد بیت العافیت (ہالینڈ) کی تقریبِ سنگِ بنیاد پر

خدا کا فضل ہے اور ہے اُسی کی کرم فرمائی
بجی ہالینڈ میں بھی رحمتِ باری کی شہنائی
ہوا لطفِ خداوندی کا مورد شہر المیرا
بناء جس میں خدا نے عافیت کی آج رکھوائی
یہ دورِ حضرتِ مسرور ہے، وہ دور کہ جس میں
چلی توحید باری کی بفضل اللہ پُروائی
اِسی ہی دَور میں باطل نے کھائی مات ہے لازم
یہ بات ہم کو اشاروں میں ہے مہر و ماہ نے سمجھائی
یہ بیتِ عافیت دراصل ہوگی امن کی ضامن
بدستِ حضرتِ مسرور یہ دَھرتی ہے کرمائی
اِسی دھرتی سے اِک دن عبدِ رحماں پاک نکلیں گے
باذن اللہ جب بھی قوم یہ نوروں سے نہلائی
پگھل جائیں گے پتھر دل خدا کے نام کی خاطر
محبت کی اذانوں نے جب ان کی روح گرمائی
ہماری چشمِ گریاں سے پڑے گی بالیقیں ٹھنڈی
عدُو نے دینِ احمد کے لئے جو آگ بھڑکائی
فضائے زہر آلودہ بدل دیں گے محبت میں
جب اُلفت کے گلابوں نے جو خوشبو اپنی بکھرائی
ہجومِ دُشمناں سے نیک فطرت کا نکل آنا
یہی احیائے مَوتیٰ ہے یہی تو ہے مسیحائی
ظفر خوش بخت ہم بھی ہیں کہ یہ دن ہم نے بھی دیکھا
خدا کا شکر ہے اس نے گھڑی بختوں کی دکھلائی

(مبارک احمد ظفر، لندن)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3؍اکتوبر 2015 بروز ہفتہ نماز عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ملک محمد خان صاحب (آف مجم)

2؍اکتوبر 2015 کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم ملک بہادر خان صاحب آف خوشاب کے فرزند اور حضرت منشی محبوب عالم صاحب آف نیلا گنبد لاہور کے داماد تھے۔ آپ نے قادیان سے میٹرک تک تعلیم پائی اور تقسیم ملک سے قبل ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت اختیار کرلی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جماعت احمدیہ راولپنڈی میں چھ سال تک بطور آڈیٹر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ انتہائی نیک، ملنسار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، جماعت کے ساتھ اور خصوصاً خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ آپ احمدیت کیلئے بہت غیرت رکھتے تھے اور اپنی ملازمت کے دوران اس کا بھرپور مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر حامد احمد صاحب ڈینٹسٹ کے والد تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم محمد مبائع صاحب

(سابق صدر مجلس انصاراللہ، گیمبیا)

یکم ستمبر 2015 کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق ملک کے دارالحکومت بانجل کے ایک مشہور خاندان سے تھا۔ اس شہر کی ایک سڑک کا نام ان کے دادا Tafseer Demba Mbye کے نام پر ہے۔ آپ ریٹائرمنٹ کے بعد رضاکارانہ طور پر وزارتِ تعلیم کے تحت خدمت کرتے رہے ہیں۔ آپ بہت ایماندار، محنتی اور مخلص احمدی تھے۔ بہت مہربان، سخی اور دوستانہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی ریٹائرمنٹ تک بہت خلوص سے گیمبیا پولیس فورس میں خدمت کی۔ آپ گیمبیا کی تین زبانوں (Mandika, Wollof, Fula) میں ترجمہ قرآن کریم کی ٹیم کے سربراہ تھے۔ یہ ٹیم 1999 میں بنائی گئی تھی۔ انہوں نے دوسرے ٹیم ممبران کو بھی ٹریننگ دی اور ترجمہ مکمل ہونے تک اس ٹیم کے سربراہ رہے۔ 1997 کے پُرفتن دور میں سارے ملک میں یہ ممبران جماعت سے رابطہ میں رہے۔ ہر وقت جماعت کی خدمت کیلئے تیار رہتے تھے۔ بحیثیت صدر مجلس انصاراللہ بھی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ غیر احمدی رشتہ داروں کے دباؤ کے باوجود ہمیشہ ثابت قدم رہے اور ہر مقام پر اپنی احمدیت کا کھل کر اظہار کیا۔ آخری سالوں میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی اور صحت بھی خراب رہتی تھی لیکن پھر بھی نماز جمعہ اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ ٹیکسی لیکر پڑھنے جایا کرتے تھے۔ آپ نے 1968 میں وصیت کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ اور تدفین میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔ سینیگل سے بھی لوگ شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حکومتی اراکین اور ڈپٹی گورنر ویسٹ کوسٹ ریجن بھی شامل ہوئے۔ آپ نے تین بیویاں، چار بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم محمد اصغر قمر صاحب

(کارکن نظارت امور عامہ، ربوہ)

6؍ستمبر 2015 کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم چوہدری محمد رمضان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ آپ اکتوبر 1959 سے اپریل 1962 تک نظارت علیاء میں خدمت کرتے رہے اور پھر نومبر 1965 تک دفتر صدر انجمن احمدیہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے پر آپ کا تقرر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ہوا۔ جس کے بعد 1978 میں کچھ عرصہ نظارت بیت المال آمد میں اور پھر قریباً دو ماہ نظامت تشخیص جائیداد موصیان میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد 1978 سے اب تک نظارت امور عامہ شعبہ احتساب میں خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ وفات کے روز بھی دفتر میں حاضر ہوئے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی بیٹی محترمہ امۃ المنان صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد شاد صاحب شہید مربی سلسلہ) ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم وحید احمد رفیق صاحب جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ میں استاد کے طور پر خدمت بجالارہے ہیں۔

(3) مکرمہ نصرت فرزانہ صاحبہ

(اہلیہ مکرم رفاقت احمد صاحب، اسلام آباد)

26؍نومبر 2014 کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم فضل الرحمن صاحب آف بھیرو کی بیٹی تھیں۔ 12 سال سے Hepatitus C کے مرض میں مبتلا تھیں۔ بیماری کے دوران جب بھی افاقہ ہوتا لجنہ کے اجلاس میں شریک ہوتیں۔ جماعت کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ جب تک صحت مند رہیں جماعتی کام سرانجام دیتی رہیں۔ آپ کو حلقہ چمن زار کالونی راولپنڈی کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب اور انجینئر مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256, 9086224927

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

Study Abroad
10 Offices Across India

سٹڈی ابراڈ
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.
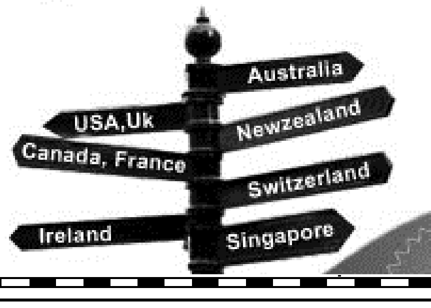

بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

وصـــایا : منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7650: میں لعل محمد ولد مکرم قاسم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال تاریخ بیعت 2002 موجودہ پتہ: دیوتکل ضلع رائچور صوبہ کرناٹک، مستقل پتہ: ہپور پوست، اُپلاڈُڑی، ضلع رائچور، کرناٹک۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍ستمبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق احمد العبد: لعل محمد گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7651: میں فردوسہ بانو زوجہ مکرم فاروق احمد چک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع کولگام صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8؍جون 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 1 سیٹ، 1 عدد انگوٹھی، کانٹے ایک جوڑی، 4 انگوٹھیاں، 1 عدد بالی، 1 عدد لاکٹ۔حق مہر: مبلغ -/25,000 روپئے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/32,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فاروق احمد ناصر الامۃ: فردوسہ بانو گواہ: جاوید احمد نائک

مسل نمبر 7652: میں روشن دین ولد مکرم عالم دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 39 سال تاریخ بیعت 1986 ساکن ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7؍ستمبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔19 مرلہ رہائشی زمین واقع ننگل باغبانہ قادیان، جس میں ایک عدد شیڈ بھینسوں کا 20x28۔میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: روشن دین گواہ: عبدالرحیم

مسل نمبر 7653: میں سلیمہ اختر زوجہ مکرم روشن دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال تاریخ بیعت 2001 ساکن ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7؍ستمبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: -/10,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 1 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالرحیم الامۃ: سلیمہ اختر گواہ: ناصر احمد زاہد

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471 , 2237-8468

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

بنا رہی ہے۔سینٹر تو ہیں ایک دو سینٹر لئے تھے مگر باقاعدہ مسجد نہیں تھی اور یہ وقت کی بڑی ضرورت تھی کہ مسجد ہوتی۔سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل مہمانوں کی مجموعی تعداد 102 تھی۔المیرے شہر جہاں مسجد بن رہی ہے وہاں کے میئر ججز وکلاء ڈاکٹرز آرکیٹکٹس مذہبی لیڈر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔اس کے علاوہ البانیا، مونٹی نیگرو کروشیا سویڈن سپین اور سوئٹزرلینڈ کے جو مہمان ایک دن پہلے فنکشن پے آئے ہوئے تھے وہ بھی شامل ہوگئے۔

المیرے کے میئر صاحب نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی باتیں سن کر دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔اور یہ پیغام جو آپ نے دیا ہے ایک پر امن فضا قائم کرنے کے لئے نہایت اثر انگیز ہے اور ہم سب کو مل کر اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید ہے کہ مسجد کے ذریعہ یہ پیغام، امن کا پیغام ضرور پھیلے گا۔

وہاں کے ایک لوکل کونسل کے ممبر کہتے ہیں کہ یہ پیغام جو ہے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

ایک سیاسی پارٹی لبرل پارٹی کے لیڈر کہتے ہیں کہ لگتا ہے کہ مستقبل میں آپ کی جماعت ہی اس دنیا میں امن کی ضامن ہے۔

وہاں ایک مسلم ریڈیو بھی چلتا ہے نیشنل مسلم ریڈیو کے نام سے۔جس روز مسجد کی سنگ بنیاد کا پروگرام تھا اسی روز نیشنل مسلم ریڈیو نے ساڑھے چار منٹ کی رپورٹ المیرے مسجد کی تعمیر کے پروگرام کے بارے میں نشر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں بتایا اور میرے بارے میں بھی بتایا کہ مسیح موعود کے خلیفہ ہیں اور المیرے میں مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے آئے ہیں۔اس رپورٹ میں سنگِ بنیاد کے موقع پر جو خطاب تھا اس کے بعض حصے بھی سنائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے بعد جرمنی میں دو مساجد کی بنیاد رکھی۔وہاں بھی شہر کے معززین اور پڑھا لکھا طبقہ آیا ہوا تھا یہاں بھی اچھے فنکشن ہوئے جماعت کا تعارف تو وہاں ہے مزید بڑھا۔نورڈہارن میں ہالینڈ سے جرمنی جاتے ہوئے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔پھر وہاں ایک ٹی وی چینل نے انٹرویو بھی لیا خبر بھی نشر کی۔ایک سابق میئر بھی وہاں آئے ہوئے تھے فنکشن کے بعد وہ کہنے لگے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ اس اتوار کو چرچ جانے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں کیونکہ جو کچھ ہمارے لئے ضروری تھا وہ ان کے خلیفہ نے کہہ دیا ہے۔تو اس طرح بھی بعض لوگ اظہار خیال کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ حقیقت میں بھی ان کے دل کھولے اور حقیقت میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھ کر قبول کرنے والے ہوں۔ایک جرمن خاتون کہنے لگی کہ حقیقت میں یہ بہت اچھی تقریب تھی میں اسلام کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی لیکن آج جس طرح خلیفۃ المسیح نے مجھے سمجھایا ہے مجھے اس کا صحیح علم ہوا ہے۔

پھر ایک جرمن کہتے ہیں کہ میں مذہباً کیتھولک ہوں اور آج میں نے ایک اور خوبصورت مذہب یعنی اسلام کے بارے میں سیکھا ہے۔خلیفہ کی تقریر سے مجھے اسلام پر زیادہ تحقیق کرنے کا شوق ہوا ہے انہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقت کا بتایا۔کہتے ہیں کہ مجھے پتا چلا ہے کہ اسلام کی بنیاد محبت آزادی اور امن پر قائم ہے۔مجھے سب سے اچھی بات یہ لگی کہ انہوں نے کہا ہے کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور ڈالتا ہے۔ایک جرمن خاتون کہتی ہیں کہ میں مذہبی نہیں ہوں اور نہ میں کسی مذہب پر ایمان رکھتی ہوں بلکہ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ دنیا میں ایک خلیفہ ہے لیکن آج جب میں نے اس خلیفہ کو دیکھا اور سنا ہے تو کہتی ہیں کہ آج میں اس کے بعد اسلام کے بارے میں بہترین رائے لے کر جا رہی ہوں۔میں نے سیکھا ہے کہ مسجد صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے بھی ہے۔میں نے سیکھا ہے کہ مسجد ہمسایوں کے خیال رکھنے کی بھی جگہ ہے۔میں نے سیکھا ہے کہ مسجد امن پھیلانے کا مقام ہے اسلام کے بارے میں تمام سوالات یا خوف جو کسی انسان کو ہو سکتے ہیں امام جماعت کے خطاب سے دور ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ایک میاں بیوی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک احمدی سے پردے سے متعلق بحث شروع ہوگئی انہوں نے پوچھا کہ عورتیں کیوں نہیں ہیں صرف مرد کیوں نظر آ رہے ہیں عورتوں کے لئے علیحدہ مارکی کیوں ہے جب انہوں نے میرا خطاب سن لیا اور پھر انہیں پردے کی روح بھی بتائی گئی کہ کیا وجہ ہے تو پھر کہنے لگیں کہ مغرب میں عورت کی آزادی صرف سطحی طور پر ہے اور یہ صحیح آزادی نہیں اور کہتی ہیں کہ اب جو آپ نے پردے کا concept مجھے سمجھایا ہے اب مجھے سمجھ میں آیا ہے کہ اسی میں عورت کی شان ہے۔پس غیروں کو اسلامی تعلیم کی سمجھ آ رہی ہے اس لئے ہماری عورتوں میں بھی پردے کے بارے میں جو complex ہو جاتا ہے بعض دفعہ وہ نہیں ہونا چاہئے اور ان کا اعتماد بڑھنا چاہئے نہ کہ کسی قسم کی جھینپ یا بناوٹ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت سارے مہمانوں کے ایمان افروز تاثرات بیان فرمائے۔

پھر فرمایا: جامعہ احمدیہ جرمنی کی پہلی کلاس بھی سات سال پورے کر کے اپنا کورس مکمل کر کے اس دفعہ پاس ہوئی ہے۔16 مبلغین تیار ہوئے ہیں۔ان کا سالانہ کانووکیشن بھی تھا۔اصل مقصد جرمنی جانے کا تو یہی تھا۔2008ء میں یہاں جامعہ شروع ہوا تھا، بیت السبوح کی چھوٹی سی بلڈنگ میں چند کمروں میں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے جامعہ کی باقاعدہ عمارت تعمیر کی ہے جس میں ساری سہولیات ہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے بیٹے مرزا اظہر احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا اور آپ کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے جن کی وفات 14؍اکتوبر 2015 کو ہوگئی تھی۔

......☆......☆......☆......

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09417020616
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 29 October 2015 Issue No. 44

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

ہالینڈ کی جماعت نے جو قدم اٹھایا ہے، تعلقات بنائے ہیں، اخبارات سے رابطے کئے ہیں، میڈیا سے رابطے کئے ہیں، اُمید ہے مجھے کہ وہ اسے مزید آگے بڑھانے کی کوشش کرے گی اور جو کام انہوں نے کر دیا اس کو اپنی انتہا نہیں سمجھیں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 23/ اکتوبر 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہر سفر میں اپنی تائید و قدرت کے نشانات دکھاتا ہے۔فرمایا: گزشتہ دنوں میں ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر تھا۔نن سپیٹ کا علاقہ جہاں ہمارا سینٹر ہے وہاں کے ایک ممبر پارلیمنٹ جن سے دو تین سال پہلے جماعت کا تعارف ہوا تھا اور وہ مجھے بھی ہالینڈ کے ایک جلسے میں مل چکے ہیں۔ان کے ذریعہ سے ہالینڈ کی پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک فنکشن کروانے کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا۔ہالینڈ کی جماعت کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں کافی اچھا فنکشن ہو گیا۔

اس تقریب میں 89 سرکردہ افراد شامل ہوئے جن میں ڈچ پارلیمنٹ کے ممبران کے علاوہ سپین، آئرلینڈ، سویڈن، کروشیا، مونٹی نیگرو، البانیا، فرانس، سوئٹزرلینڈ، بیلجیئم، جرمنی، انڈیا، فلپائن، ڈنمارک اور سائپرس سے تعلق رکھنے والے ممبران پارلیمنٹ، ایمبیسیڈرز اور بعض دوسرے سرکاری حکام اور نمائندگان شامل تھے۔ بہرحال ہالینڈ کی جماعت نے اب جو قدم اٹھایا ہے تعلقات بنائے ہیں اخبارات سے رابطے کئے ہیں میڈیا سے رابطے کئے ہیں امید ہے مجھے کہ وہ اسے مزید آگے بڑھانے کی کوشش کرے گی اور جو کام انہوں نے کر دیا اب تک اس کو اپنی انتہا نہیں سمجھیں گے۔وہاں پارلیمنٹ ہاؤس میں جو فنکشن تھا وہاں میں نے اٹھارہ بیس منٹ مختصراً اسلام کی تعلیم اور حالات حاضرہ کے حوالے سے مسائل بیان کئے۔اس پروگرام میں شامل مہمانوں اور پروگرام سننے والے جو غیر تھے ان پر اسلام کی تعلیم کا اچھا اثر پڑا ہے۔

بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لئے وہ دلوں پر قبضہ کر کے رعب ڈال دیتا ہے۔انسانی کوششیں تو کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔یہ پروگرام منعقد ہونا بذات خود اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے ورنہ ہالینڈ کی جماعت اگر کہے کہ کسی کی کوشش سے ہوا ہے یا جماعت کی کوشش سے ہوا ہے کسی شخص کی کوشش سے ہوا ہے تو وہ غلط ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ اکثر یہی کہیں گے کہ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہو کیسے گیا۔جس ممبر پارلیمنٹ نے اسے منظم کروایا تھا انہوں نے کہا کہ مجھ سے بہت سے ممبران پارلیمنٹ نے پوچھا کہ یہ پروگرام کس طرح تم نے منعقد کروالیا۔تو صرف اپنے نہیں غیروں کے نزدیک بھی یہ بہت مشکل تھا کہ ایک چھوٹی سی جماعت کا پروگرام اس طرح پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد کروایا جاتا۔یہ ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ یہ پروگرام جو تھا میری امید سے حاضری وغیرہ کے لحاظ سے اور جو نفس مضمون بیان ہوا ہے اس کے لحاظ سے بہت زیادہ کامیاب رہا اور یہ کہتے ہیں کہ اب اس کے دوررَس نتائج نکلیں گے کیونکہ امام جماعت احمدیہ نے اپنا پیغام نہایت مؤثر رنگ میں دیا ہالینڈ کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کو اسلام کا امن پسند چہرہ بھی دکھایا جائے۔ ان کو اس پیغام کی ضرورت ہے۔خلیفۃ المسیح کے ساتھ پارلیمنٹ کی یہ تقریب پہلا قدم تھا۔اب ہم مزید ایسے پروگرام کا انعقاد کریں گے۔پھر اور بھی بہت سے معزز مہمانوں نے اس پروگرام کو سراہتے ہوئے اسلام کی حقیقی تعلیم کا چہرہ دکھانے پر شکریہ ادا کیا۔ ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔فنکشن کے بعد بھی میرے ساتھ بڑی دیر تک بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے پیغام سے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ آپ بار بار ہالینڈ آئیں تا کہ لوگوں کے دل سے اسلام کا ڈر نکل جائے۔پھر کہتے ہیں کہ پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر آپ کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔

پھر اس تقریب میں سپین کے ایمبیسڈر بھی آئے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ بالخصوص جس طرح امام جماعت نے freedom of speech برداشت اور دوسرے مذاہب کے لئے عزت و احترام جیسے حساس سوالات کے جوابات دیئے وہ نہایت موزوں تھے اور پھر یہ بھی کہ تقریر کے دوران برداشت مذہبی آزادی اور اخوت کے بارے میں جو باتیں اسلام کی تعلیم کے مطابق بیان کیں یہ دل کو لگتی ہیں اور میں ان کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور دنیا کے امن کے لئے ان اقدار کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ انسانیت کے لئے امن آزادی اور خدا تعالیٰ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے اس سے محبت کا پرکشش پیغام سن کر خوشی ہوئی ایک ایسی دنیا کے لئے جہاں جنگوں اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے مظالم میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس قسم کے امن کے پیغام پر ہم کو مشکور ہونا چاہئے۔آج پہلے سے بڑھ کر ان سب لوگوں کے جو امن چاہتے ہیں اور مذہب پر عمل کرتے ہیں انہیں متحد ہونا چاہئے۔ہمیں ان باتوں پر توجہ دینی چاہئے جو ہمارے درمیان یکساں ہیں بجائے اس کے کہ ہم اپنے درمیان پائے جانے والے تضادات پر زور دیں۔

مونٹی نیگرو سے بھی تین احباب آئے تھے ایک ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ تھے یہ کہتے ہیں کہ یہ تقریب جماعت کے لئے ایک بہت بڑی کامیابی ہے کہ ان کے امام نے اسلام کی حقیقی تعلیم نہایت اعلیٰ سطح پر پیش کی۔ ہالینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کے سوالات نہایت جارحانہ تھے لیکن انہوں نے جوابات نہایت مدلل اور حقائق پر مبنی دیئے اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ امام جماعت جرأت اور خود اعتمادی کے ساتھ دلیل سے بات کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ آج کی پرخطر دنیا میں ایسی تقریبات کی اشد ضرورت ہے۔

ہیومن رائٹس ڈیفنس کی دو ممبران وہاں تھیں وہ بھی کہتی ہیں کہ یہ پیغام جو پارلیمنٹ میں دیا گیا یہ تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جانا چاہئے۔

کروشیا سے ان کی برسراقتدار پارٹی کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ آئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام جماعت نے اسلامی تعلیمات کو بڑے ہی واضح اور مؤثر رنگ میں بیان کیا۔دنیا میں امن کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات بہت مؤثر ہیں۔اگر تمام مسلمان ان تعلیمات پر صدق دل سے عمل کریں تو دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ freedom of speech کے بارے میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے جو دو ٹوک مؤقف دیا وہ بہت ہی متاثر کرنے والا تھا خصوصا ہولوکوسٹ کے بارے میں بعض ممالک میں جو پابندیاں ہیں ان کے حوالے نے ان کے مؤقف کو مزید تقویت دی۔پھر کہتے ہیں اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ہوئے ہیں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے پاکستان پر براہ راست تنقید کرنے سے گریز کیا اور عمدہ انداز میں حقیقی اسلامی تعلیم پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین کی جو کہ بہت ہی متاثر کن تھی۔کہتے ہیں ہتھیاروں پر پابندی اور فنڈنگ روکنے پر جو مؤقف دیا وہ بہت ہی حقیقت پسندانہ تھا۔واقعی اگر دنیا کے طاقتور ممالک ان نکات پر سنجیدگی اور دیانتداری سے عمل کریں تو دنیا امن کی جانب لوٹ سکتی ہے۔

سویڈن سے آنے والے ممبر آف پارلیمنٹ کہتے ہیں کہ خطاب بڑا اچھا تھا اثر کرنے والا تھا اور مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے آپ نے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجھوڑا ہے خطاب میں ایک سچائی تھی کوئی مصلحت نہیں تھی۔امن انصاف برداشت انسانیت محبت اور بھائی چارے سے متعلق امام جماعت نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے۔

Amsterdam university کے پروفیسر جو بدھ ازم اور اسلام اور دیگر مذاہب کے ماہر ہیں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امام جماعت نے اسلام کی امن کے حوالے سے تعلیم کا جس واضح انداز میں ذکر کیا ہے اس سے مجھے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ہمارے انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے پروگراموں میں جماعت کی نمائندگی ناگزیر ہے۔اب جماعت کو ہمارے پروگراموں میں ضرور شریک ہونا چاہئے تا کہ اسلام کی اصل اور حقیقی تصویر ہمارے سامنے آسکے۔

چار پانچ دن ہالینڈ میں قیام کے دوران تو روزانہ ہی کسی نہ کسی اخبار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندے آ کر انٹرویو لیتے رہے۔کافی لمبی ان سے باتیں ہوتی رہیں آدھے گھنٹے سے لے کر تیس پینتیس منٹ تک چالیس منٹ تک بھی ایک ایک انٹرویو ہوا جس میں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام دعویٰ اسلام کی تعلیم دنیا کا امن خلافت وغیرہ کے موضوع پر بتایا گیا۔

ہالینڈ میں جماعت ہالینڈ کی دوسری مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی بھی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر بھی جلد مکمل کروائے۔60 سال کے بعد باقاعدہ مسجد جماعت وہاں

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

مضمون نگار حضرات متوجہ ہوں!

اخبار بدر میں اشاعت کی غرض سے مضامین بھیجنے والے احباب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ:

1۔ پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے احباب اپنے مضامین نیشنل صدر/ امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ وکالت تعمیل و تنفیذ لندن برائے بھارت، نیپال، بھوٹان کے توسط سے بھجوائیں۔

2۔ پاکستان کے احباب اپنے مضامین مکرم ناظر صاحب خدمت درویشان کی سفارش کے ساتھ وکالت تعمیل و تنفیذ لندن برائے بھارت نیپال بھوٹان کے توسط سے بھجوائیں۔تمام بیرون ممالک کے نیشنل صدر/ امیر جماعت کے پاس وکالت تعمیل و تنفیذ لندن کی ای میل آئی ڈی موجود ہے۔

وکالت تعمیل و تنفیذ لندن کے توسط سے آنے والے مضامین ہی اخبار بدر میں شائع کئے جاسکیں گے۔

نوٹ: مندرجہ بالا ہدایات صرف بیرونی ممالک کے لئے ہیں۔اندرون ملک سے مضامین بھجوانے والے احباب صدر جماعت/ امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ اپنے مضامین براہِ راست ایڈیٹر بدر کو بھیجیں (ادارہ)

فون نمبر: 1800 3010 2131

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

شعبہ نور الاسلام کے اوقات

روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad